REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

قرآن مجید نمبر

ایڈیٹر:۔ مُنیر احمد خادِم

نائبین:۔ قریشی محمد فضل اللہ ۔ محمد نسیم خان

ہفت روزہ

بدر

قادیان

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳

شمارہ ۲۵

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان | ۱۳ محرم ۱۴۱۵ ہجری | ۲۳ احسان ۱۳۷۳ ہش | ۲۳ جون ۱۹۹۴ ع

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۸ جون (ایم ۔ ٹی ۔ اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں ۔ الحمد للہ ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ روزانہ ہی ہندوستانی وقت کے مطابق چھ بجے شام ملاقات پروگرام میں تشریف لاتے ہیں اور ایک گھنٹہ تک اہلِ دُنیا کو دینی ودنیوی علوم اور عرفان کی بارشوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں ۔

احبابِ جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازی عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی کیلئے دُعائیں جاری رکھیں ؞

قرآنِ مجید مومنوں کیلئے شِفا اور رحمت کا موجب ہے

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (سُورۃ البقرہ: آیت ۲،۳)

ترجمہ:۔ مَیں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں ۔ یہی کامل کتاب ہے ۔ اس (امر) میں کوئی شک نہیں متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے ۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (البقرہ : آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ اور اگر اِس (کلام) کے سبب سے جو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے تم کسی (قسم کے) شک میں (مبتلا ہو گئے) ہو تو اگر تم سچے ہو تو اِس جیسی ایک سُورۃ لے آؤ اور اپنے غیر اللہ مددگاروں کو (بھی اپنی مدد کے لئے) بُلالو ۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ (بنی اسرائیل : آیت ۸۳)

ترجمہ:۔ اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ تعلیم اُتار رہے ہیں جو مومنوں کے لئے (تو) شِفا اور رحمت (کا موجب ہے) اور ظالموں کو صرف خسارے میں بڑھاتی ہے ۔

احادیثِ نبویؐ:۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ قرآن پڑھا کرو کہ یہ قیامت کے دِن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرنے والا ہو گا ۔

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ۔

ترجمہ:۔ حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود بھی قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سِکھلائے ۔

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لنڈن

مَیں تمام عالمِ اسلام کو پیغام دیتا ہوں کہ محرّم کے دِنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبّت پیدا کرنے کے لئے استعمال کریں

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کو آپس میں ایک دوسرے کو باندھنے کا ذریعہ بناؤ

از سیّدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

لنڈن (ایم ۔ ٹی ۔ اے) ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ۔ یہ مہینہ محرم الحرام ہے ۔ جس کی بہت سی فضیلتوں کا احادیث میں اور بہت سی اسلامی کُتب میں ذکر ملتا ہے ۔ آج کے خطبے میں مَیں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپؐ کی آل سے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ سے ہمارا خدا سے رشتہ بنتا ہے ۔ اِس لحاظ سے آپؐ کی اولاد سے محبّت نہ ہونا یا بُغض ہونا اِن دونوں رِشتوں کو کاٹ دیتا ہے ۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد وہ اولاد نہیں تھی جس نے آپؐ سے اپنا رُوحانی رشتہ نہیں رکھا بلکہ وہ اولاد تھی جس نے اس تعلق کے تقاضوں میں اپنی جانیں دے دیں ۔ اور عظیم ترین قربانیاں پیش کیں ۔ حضور نے فرمایا ایک مسلمان کے تصوّر میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے دُوری تو درکنار اُس کے وہم میں بھی یہ بات داخل ہو کہ اس کا ان سے تعلق ٹوٹ سکتا ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے یہ محبّت ایسی دائمی اور پختہ حقیقت میں بدل جاتی ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔ مگر اس کے برعکس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے پیدا ہونے والوں کا ذکر تو محبّت سے کیا جائے مگر ان کا جن کا خونی رشتہ نہیں بھی تھا مگر خونی رشتوں سے بڑھ کر انہوں نے اپنی جانیں آپؐ پر نچھاور کیں اُن کا بُغض سے ذکر کیا جائے تو ایسا ذکر یقیناً بے برکت اور دلوں کو تکلیف دینے والا ہو گا ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس نے جس رنگ میں بھی تعلق باندھا خواہ خون کا رشتہ تھا یا نہ تھا اُن سب کے لئے دِل میں طبعی اور بے ساختہ پیار پیدا ہوتا ہے ۔

اپنے بصیرت افروز خُطبہ جُمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا، آج عالمِ اِسلام نہ جانے کن اندھیروں میں مبتلا ہے کہ بعض لوگ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے ساتھ آپؐ کے دیگر عُشاق کا نفرت اور بُغض سے ذکر کرنا بھی جزوِ ایمان سمجھتے ہیں ۔ اور اس طرح محبّت میں زہر گھول دیتے ہیں ۔ اور اس کے برعکس وہ لوگ، جو صحابہ کرامؓ کی محبّت اور گہری عقیدت کو اپنے دِلوں میں جگہ دیتے ہیں

(باقی دیکھئے صـ۱۹ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے ۔ پرنٹر وپبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ ؍ احسان ۱۳۷۳ ہش

ایک ہمدرد سے چند گزارشات

(۲)

دوسری بات اس موقع پر قابلِ ذکر یہ ہے کہ آج معاندینِ احمدیت کی طرف سے احمدیوں سے وہ تمام سلوک کیا جارہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کفارِ قریش کیا کرتے تھے۔ بالخصوص پاکستان میں احمدیوں کو کلمہ پڑھنے سے روکا جارہا ہے۔ کلمہ پڑھنے پر جیلوں میں بھجوایا جارہا ہے۔ احمدیوں کی اذان بند ہے۔ نماز سے روکا جارہا ہے۔ حج پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ ہر طرح سے ستایا جارہا ہے، مارا جارہا ہے۔ مقدمات میں گھسیٹا جارہا ہے۔ اور یقیناً یہی سب کام کفارِ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سے کیا کرتے تھے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سچے مسیح ومہدی کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ اُسے بھی ان حالات سے گزرنا پڑے گا جن حالات سے آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ گزرے تھے۔ ترمذی کی درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے!

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْہُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّہُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔

(ترمذی ابواب الایمان باب افتراق ھذہ الامّۃ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جُوتے کی دوسرے پاؤں کے جُوتے سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہُوا تو میری اُمت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا وہ فرقہ جس کے حالات میرے اور میرے صحابہ کے حالات جیسے ہوں گے۔ یعنی جن تکلیف دہ حالات سے میں اور میرے صحابہ گزر رہے ہیں۔ ہم کو کلمہ پڑھنے سے روکا جارہا ہے، ارکانِ اسلام کی ادائیگی سے منع کیا جارہا ہے۔ حج پر پابندی لگائی جارہی ہے۔ مساجد بنانے اور عبادت کرنے سے روکا جارہا ہے۔ ہر طرح کی تکالیف دی جارہی ہیں ان لوگوں کا بھی یہی حال ہوگا۔

اب طلحہ صاحب غور سے دیکھئے کہ کیا رُوئے ارض پر اسلام کا دعویٰ کرنے والے فرقہ ہائے اسلامیہ میں سے سوائے احمدیوں کے کوئی فرقہ ہے جسے باقی تمام فرقوں کی طرف سے کلمہ پڑھنے، اذان دینے اور عبادات بجالانے سے روکا جارہا ہے۔ ہر طرح کی تکالیف دی جارہی ہیں ستایا جارہا ہے۔ کیا یہ وہی سلوک نہیں جو کفارِ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سے کیا کرتے تھے۔ ایک معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی پکار اُٹھے گا کہ حدیث کے الفاظ "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" آج احمدیوں کے حق میں نہایت شان سے پورے ہو رہے ہیں۔ اور پھر پاکستان کی قومی اسمبلی اور رابطہ عالمِ اسلامی کے ممبران کے فیصلہ کے بعد جس میں ہر فرقہ کے مسلمان ممبرانِ اسمبلی موجود تھے سب فرقوں نے مل کر فیصلہ کر دیا کہ وہ خود بہتّر فرقوں میں شامل ہیں اور احمدی ایک الگ تہترواں فرقہ ہے اور اس طرح گویا عمومی طور پر انہوں نے اپنے آپ کو "کُلُّھُمْ فِی النَّارِ" کا مصداق بنا کر احمدیوں کو "اِلَّا وَاحِدَۃً" کا مصداق بنا دیا۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں پاکستانی قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد اخبار "نوائے وقت" لاہور نے لکھا:-

"اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماعِ اُمت نہیں ہُوا۔ اجماعِ اُمت میں مُلک کے سب بڑے بڑے علمائے دین اور حاملانِ شرعِ متین کے علاوہ سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کا سیاسی راہ نما کماحقہٗ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگانِ تصوف وطریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہُوا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مُسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں۔ سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں۔" (نوائے وقت لاہور ۹ اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ)

پس پاکستان کے ہر فرقہ اسلامیہ نے مل کر اعلان کر دیا کہ ہم بہتّر ہیں اور احمدی تہتّرواں فرقہ ہیں۔ اِدھر پیشگوئی کے رنگ میں شارحِ مشکوٰۃ اور فقہ حنفی کے مسلّمہ عالم حضرت امام مُلّا علی قاریؒ تہتر فرقوں والی حدیثِ نبویؐ کی شرح میں بیان فرما چکے ہیں کہ **ناجی فرقہ احمدی فرقہ ہوگا۔** فرماتے ہیں:-

فَتِلْکَ اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ وَالْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ ھُمْ اَھْلُ السُّنَّۃِ الْبَیْضَاءِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ النَّقِیَّۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۲۴۸)

یعنی یہ بہتر فرقے سب کے سب آگ میں ہوں گے اور ناجی فرقہ وہ ہے جو روشن سُنّتِ محمدیہ اور پاکیزہ طریقہ احمدیہ پر قائم ہوگا۔

بالآخر خلاصہ یہی ہے کہ اہلِ فکر و تدبر کے لئے احمدیت کی صداقت کے لئے بس یہی دو امر کافی ہیں کہ — (۱)۔ ایک تو احمدیت کے مخالف بات بات پر جھوٹ بولتے ہیں — (۲)۔ دوسرے یہ کہ احمدیوں سے وہ سلوک کیا جارہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سے کیا جاتا تھا۔

طلحہ صاحب! آپ کے خط کے مطالعہ کے بعد چونکہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ نے جو کچھ لکھا ہے سادگی میں لکھا ہے۔ خدا کرے کہ آپ ان لوگوں میں شامل نہ ہوں جو اظہارِ صداقت کے لئے جھوٹ کے سہارے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اس موقع پر از راہِ ہمدردی ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ یقین جانیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا انتظار عیسائی اور اُن کے سکھانے سے کئی مُسلمان بھائی بھی کر رہے ہیں اور جس انتظار میں کئی جُبّہ پوش مولوی اور ان کی نسلیں عیسائیت کے دامن میں پناہ بھی لے چکی ہیں، از رُوئے قرآنِ مجید وفات پا چکے ہیں۔ اور احادیث میں جس مسیح کے آنے کی خبر ہے وہ دراصل مسیح کے رنگ میں رنگین ہو کر اسی اُمت میں سے ایک شخص نے آنا تھا۔ اور چونکہ اُمت نے یہودیوں کی صفات میں رنگین ہو جانا تھا (دیکھئے بخاری کتاب الاعتصام باب قول النبیؐ لتتبعنّ سُنن من کان قبلکم) اسی لئے ان کی اصلاح کے لئے عیسیٰ صفت ایک وجود کے آنے کی خبر دی گئی تھی۔ اور شدید مشابہت کے باعث اداتِ تشبیہ محذوف کرکے اس کا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا گیا۔ اور ہمارے اس بیان پر وہ احادیث دلالت کرتی ہیں جن میں "اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" اور "لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی" (ابن ماجہ) یعنی مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہوں گے۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ مطبوعہ مصر میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ

یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا ..... الخ

کہ قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرے درآں حالیکہ وہ امام مہدی اور حَکَم اور عدل ہوں گے۔

پس یہ ہیں وہ احادیثِ مُبارکہ کہ جن میں عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کی آمد کا ذکر ہے۔ اور جہاں تک عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تعلق ہے یہ نزول کوئی انوکھا نہیں بلکہ ایسا ہی نزول ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہُوا تھا۔ اللہ فرماتا ہے

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ

(الطلاق: ۱۱-۱۲)

کہ اللہ نے نازل کیا ہے تمہاری طرف شرف وعزت کے حامل اس رسول (صلعم) کو جو تم پر اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتا ہے۔

اب بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نازل ہُوئے تھے یا حضرت آمنہ کے بطنِ مُبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ پس یہی حال حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا ہوگا۔

الحمدُ لِلّٰہ کہ وہ مُبارک وجود جس کا نام مسیح ومہدی ہے اور جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تم برف کے پہاڑوں پر ہو اور گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی اُس کے پاس جانا پڑے تو اس کے پاس جانا اُس کو میرا اسلام کہنا اور اُس کی بیعت کرنا۔ اور فرمایا تھا مَنْ اَنْکَرَ خُرُوْجَ الْمَھْدِیِّ فَقَدْ اَنْکَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ (ینابیع المودۃ الباب الثامن والسبعون از علامہ شیخ سلیمان بن شیخ ابراہیم)

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

قرآنِ مجید کے حُسن وجمال اور علم وکمال

کے متعلق

سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا پُر معارف منثور ومنظوم کلام

رُوحانی بھلائی اور ترقی کے لئے کامل راہ نما

سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوارِ یقینی اور تواتر سے بھرا ہُوا اور ہماری رُوحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل راہ نما ہے ۔ قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصلہ کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے ۔ جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزارہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے ۔ اور جس میں بہت سا آبحیات ہماری زندگی کے لئے بھرا ہُوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں ۔ یہی ایک عُمدہ مِحک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں ۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دِکھاتا ہے ۔ بلاشُبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت اور ایک قِسم کا رشتہ ہے ان کا دِل قرآن شریف کی راہیں دِکھاتا ہے ۔ بلاشُبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت اور ایک قِسم کا رشتہ ہے ان کا دِل قرآن شریف کی طرف کِھنچا چلا جاتا ہے ۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۴)

قرآنی معارف وحقائق صرف پاکیزہ لوگوں پر کُھلتے ہیں

۱۔ جو لوگ وحیٔ ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں ۔ اور اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے گروہ میں داخل ہیں اُن سے بِلاشُبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے اُن پر کھولتا رہتا ہے ۔ اور یہ بات اُن پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی ۔ بلکہ احادیث صحیحہ میں مجملات واشارات قرآن کریم کی تفصیل ہے ۔ سو اس معرفت کے پانے سے اعجازِ قرآن کریم اُن پر کُھل جاتا ہے ۔ اور نیز ان آیات بینات کی سچائی اُن پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے ۔ جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں ۔ اگرچہ علماء ظاہر بھی ایک قبض کی حالت کے ساتھ ان آیات پر ایمان لاتے ہیں ۔ تا اُن کی تکذیب لازم نہ آوے ۔ لیکن وہ کامل یقین اور سکینت اور اطمینان جو ملہم کامل کو بعد معائنہ مطابقت وموافقت احادیث صحیحہ اور قرآن کریم اور بعد معلوم کرنے اُس احاطہ تام کے جو درحقیقت قرآن کو تمام احادیث پر ہے ملتی ہے ۔ اور علماء ظاہر کو کسی طرح مِل نہیں سکتی ۔ بلکہ بعض تو قرآن کریم کو ناقص وناتمام خیال کر بیٹھتے ہیں ۔ اور جن غیر محدود صداقتوں اور حقائق اور معارف پر قرآن کریم کے دائمی اور تمام تر اعجاز کی بُنیاد ہے ۔ اس سے وہ منکر ہیں ۔ اور نہ صرف منکر بلکہ اپنے انکار کی وجہ سے ان تمام آیاتِ بیّنات کو جُھٹلاتے ہیں جن میں صاف صاف اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا ہے کہ قرآن جمیع تعلیماتِ دینیہ کا جامع ہے ۔ (الحق لدھیانہ صفحہ ۹۰)

۲۔ یہ سچی بات ہے ۔ اور مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا ۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے ۔ متقی کا معلّم خدا ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمیّت غالب ہوتی ہے ۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اُمّی بھیجا کہ باوجودیکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو اُستاد بنایا ۔ پھر آپ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دُنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا ۔ قرآن شریف جیسی پاک کامل کتاب آپ کے پاک لبوں پر جاری ہوئی ۔ جس کی فصاحت وبلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا ۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے ۔ وہ تقویٰ ہی تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دُنیا کو حیران کر دیا ہے ۔ آپ کا اُمّی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اِس اَمر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دُنیاوی چالاکیاں ۔

غرض قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دُنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشاء کو حاصل کر سکے ۔ (الحکم ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء)

میرا مذہب

۱۔ ہرچند میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ۔ (الحق لدھیانہ صفحہ ۷۹)

۲۔ مَیں تمام مُسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مُسلمانوں سے علیحدگی نہیں جس طرح سارے اہلِ اسلام احکامِ بیّنہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ وقیاسات مسلّمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں ۔ اسی طرح مَیں بھی جانتا ہوں ۔ صرف بعض اخبارِ گزشتہ ومستقبلہ کی نسبت الہامِ الٰہی کی وجہ سے جس کو مَیں نے قرآن سے بکلّی مطابق پایا ہے بعض اخبارِ حدیثیہ کے مَیں اس طرح پر معنی نہیں کرتا جو حال کے عُلماء کرتے ہیں ۔ کیونکہ ایسے معنے کرنے سے وہ احادیث نہ صرف قرآن کریم کے مخالف ٹھہرتی ہیں بلکہ دوسری احادیث کی بھی جو صحت میں اُن کے برابر ہیں ۔ مغائر ومبائن قرار پاتی ہیں ۔ (الحق لدھیانہ صفحہ ۸۰)

۳۔ قرآن کریم بلاشُبہ جامع حقائق ومعارف اور ہر زمانہ کی بدعات کا مقابلہ کرنے والا ہے ۔ اس عاجز کا سینہ اس کی چشم دید برکتوں سے پُر ہے ۔ .... بلاشبہ ہماری بھلائی اور ترقی علمی اور ہمارے دائمی فتوحات کے لئے قرآن ہمیں دیا گیا ہے ۔ اور اس کے رموز اور اَسرار غیر متناہی ہیں جو بعد تزکیہ نفس اشراق اور روشن ضمیری کے ذریعہ سے کُھلتے ہیں ۔ خُدا تعالیٰ نے جس قوم کے ساتھ کبھی ہمیں ٹکرا دیا اُس قوم پر قرآن کے ذریعہ ہی ہم نے فتح پائی ۔ وہ جیسا ایک اُمّی دیہاتی کو تسلّی دیتا ہے ویسا ہی ایک فلسفی معقول کو اطمینان بخشتا ہے ۔ یہ نہیں کہ وہ صرف ایک گروہ کے لئے اُترا ہے دُوسرا گروہ اس سے محروم رہے ۔ بلاشبہ اس میں ہر ایک شخص اور ہر ایک زمانہ اور ہر ایک استعداد کے لئے علاج موجود ہے ۔ جو لوگ منکوس الخلقت اور ناقص الفطرت نہیں وہ قرآن کی ان عظمتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کے انوار سے مُستفید ہوتے ہیں ۔ (الحق لدھیانہ صفحہ ۱۰۸)

۴۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم سب سے مقدم قرآن کریم کو جانتے ہیں ۔ اور پھر اس کے بعد وہ حدیثیں ہماری ماخذ واستدلال ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں ۔ اور پھر اس کے بعد وہ امور مشہودہ محسوسہ جن سے کوئی عقل انکار نہیں کر سکتی ۔ اور ماسوا اس کے جس قدر احادیث یا اقوال اور آثار قرآن شریف کے مخالف ہیں یا امور مشہودہ محسوسہ بدیہیہ سے مخالف پڑے ہیں ہم اُن کو نہیں مانتے ۔ (الحکم ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء)

۵۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے ۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو ۔ یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو ۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کُھلے ہیں ۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے وَلَا سَبِيْلَ اِلَيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَادَّعٰى اَنَّهٗ نَبِيٌّ صَاحِبُ الشَّرِيْعَةِ اَوْ مِنْ دُوْنِ الشَّرِيْعَةِ وَلَيْسَ مِنَ الْاُمَّةِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ غَمَرَهُ السَّيْلُ الْمُنْهَمِرُ فَاَلْقَاهُ وَرَاءَهٗ وَلَمْ يُغَادِرْ حَتّٰى مَاتَ ۔ (الحکم ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ جلوہ گر ہے

وَقَدْ نَوَّرَ الْفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِهٖ

اور قرآن کریم نے اپنے نور سے مخلوق کو روشن کر دیا ہے

وَلٰكِنَّكُمْ عُمْيٌ فَكَيْفَ اُبَصِّرُ

لیکن تم تو نابینا ہو مَیں تمہیں کیسے دِکھا سکتا ہوں

اَلَا اِنَّهٗ قَدْ جَاءَ عِنْدَ مَفَاسِدٍ
آگاہ رہو کہ وہ مفاسد کے وقت آیا ہے

اِذَا مَا انْتَهَی اللَّیْلَاءُ فَالصُّبْحُ یَحْشُرُ
جب رات ختم ہوجاتی ہے تو صبح نمودار ہوجاتی ہے

تَرٰی صُوْرَةَ الرَّحْمَانِ مِنْ خِدْرِ سُوْرِهٖ
خدا تعالیٰ کی قدرت اس کی سورتوں کے پردہ میں دکھائی دیتی ہے

فَهَلْ مِنْ بَصِیْرٍ بِالتَّدَبُّرِ یَنْظُرُ
پس کیا کوئی دیکھنے والا ہے جو تدبر کے ساتھ دیکھے

تَرَاءَی لَنَا الْحَقُّ الْمُبِیْنُ بِقَوْلِهٖ
اس کی باتوں سے ہم کو حق دِکھائی دے رہا ہے

وَ اٰیَاتُهٗ دُرَرٌ وَ مِسْكٌ اِذْفَرُ
اور اس کی آیات موتی اور خالص مشک ہیں۔

قُلِ الْاٰنَ هَلْ فِیْ كُتْبِكُمْ مِثْلَ نُوْرِهٖ
کیا تمہاری کتابوں میں اب ایسا نُور ہے

وَفَكِّرْ وَ لَا تَعْجَلْ وَ نَحْنُ نُذَكِّرُ
اور تُو سوچ سمجھ لے اور جلدی نہ کر ہم تجھ کو نصیحت کرتے ہیں

وَ اِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ اَنَّ فِیْهَا دَلَائِلًا
اگر تُو خیال کرتا ہے کہ اِن کتابوں میں بھی دلائل ہیں

فَجَهْلُكَ جَهْلٌ بَیِّنٌ لَیْسَ یُسْتَرُ
تو تیری جہالت واضح ہے جس کو چھپایا نہیں جاسکتا

(کرامات الصادقین ص ۳۳-۳۴)

عِلم و دین کا سُورج

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں
قرآن مجید علم اور دین کا سُورج ہے
تا برندت از گماں سُوئے یقیں
تاکہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے

ہست فرقاں از خدا حبل المتیں
قرآن خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسّی ہے
تا کشندت سُوئے ربّ العالمیں
تاکہ تجھے ربّ العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا
قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دِن ہے
تا دہندت روشنیٔ دیدہ ہا
تاکہ تجھے آنکھوں کی روشنی دے

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال
خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے
تا رسی در حضرتِ قُدس و جلال
تاکہ تُو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے

داروئے شک است الہامِ خدا
خدا تعالےٰ کا الہام شک کی دوا ہے
کاں نماید قُدرتِ تامِ خدا
کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے

ہر کہ رُوئے خود ز فرقاں در کشید
جس نے قرآن سے رُوگردانی اختیار کی
جانِ او رُوئے یقیں ہرگز ندید
اُس نے یقین کا مُنہ ہرگز نہیں دیکھا

(براہین احمدیہ حصّہ سوم حاشیہ ص ۱۵۴)

خوانِ ہُدیٰ یہی ہے

شُکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کِھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دِل بر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہُدیٰ یہی ہے
اُس نے خدا مِلایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اب دن چڑھا یہی ہے
اُس نے نشاں دِکھائے طالب سبھی بُلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دُنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حُسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خُوبی و دِلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نِکالے جس کی صدا یہی ہے
اَے میرے یارِ جانی خود کر تُو مہربانی
ورنہ بلائے دُنیا اِک اژدہا یہی ہے
دِل میں یہی ہے ہر دَم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گِرد گھُوموں کعبہ مِرا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص ۵۵ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
(خلیفۃ المسیح الرّابع) قادیان والے کی شان میں

اِس ہنیرے جانَن دے لئی آئے منکھتا دا چانَن مینار بن کے
وِچ قادیاں نوں تارَن دے لئی آئے پیراں دا سرتاج بن کے

حضرت محمدؐ دے نیناں دی جوت بن کے
اُڈّیا اَمبرِیں رحمت دا باز بن کے

حضرت محمدؐ نے بُدھ[1] سی بہتیک[2] بخشی
چھیڑیا گیت سی خوشحالی دا ساز بن کے

بھارت ماں دی آتماں کُوک اُٹھی
آیا مرد کوئی میہری لاج بن کے

شبد نکّے تے شوبھا ہے اَنت تیری
حکیم آکھاں جاں پھر پیراں پیر آکھاں

جاں پھر کہاں مسیحا میں ماڑیاں دا
درد مند آکھاں، دیاوان آکھاں

ورگ بھید دی قید توں باہر سی تُوں
اَمبر وانگ سی سوچ وشال تیری

سارے ورگ تینُوں پُورا پیار دے سی
مان نال سی دِندے مِثال تیری

جنہاں راہاں چوں پیرا لنگھیا تُوں
راہ وَسدے نے اَج تک چال تیری

جُگاں تیک منکھتا نُوں دَوو چانَن!
اللہ دے نال دی بالی مشعال تیری

داس سیوا سنگھ گرداور
کوکل پُورہ۔ نزد قادیاں

[1] بُدھ: عقل۔
[2] بہتیک: کافی۔

خطبہ جمعہ

آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساسِ کمتری کا شکار رہیں

آپس میں سچی محبت پیدا کریں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ ہمارے رنگ و نسل کی تفریق ہمارے اندر کوئی خوبی پیدا کرتی ہے نہ ہمیں ذلیل کر سکتی ہے۔ تقویٰ ہی ہے جو ہماری عزت کا باعث ہو سکتا ہے

خوشخبریاں پھیلاؤ خوشخبریوں کے نتیجہ میں لوگوں کو کھینچو اور کوئی ایسا کام نہ کرو جس کے نتیجہ میں نفرتیں بڑھتی ہوں

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ٥

(الحجرات : ۱۱)

پھر فرمایا:-

اس آیت پر اور اس سے تعلق رکھنے والے مضمون پر گفتگو سے پہلے میں چند جماعتی جلسوں اور اجتماعات کا اعلان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور وہ اپنا ذکر سن کے خوش ہوں اور نیکی کی مزید تحریک دلوں میں پیدا ہو۔

جماعت احمدیہ غانا کا جلسہ سالانہ کل اکیس اپریل سے شروع ہو چکا ہے اور تین دن تک جاری رہے گا۔ ہفتہ کو اختتام پذیر ہوگا۔ جماعت احمدیہ غانا کا اللہ کے فضل سے اپنے ملک پر بہت گہرا اثر ہے اور دنیا کے تمام ممالک میں اس لحاظ سے غانا کو ایک خاص مقام حاصل ہے اگرچہ کثرت کے لحاظ سے اور بھی کئی ممالک ہیں جن میں بکثرت احمدیت ہے مگر جماعت کی نیک نامی کا نمایاں طور پر شہرہ اور بہت سی اعلیٰ روایات سے متعلق ملکی حکومت کے علاوہ بھی ہر سطح پر یہ ذکر خیر ملتا ہے کہ اس پہلو سے جماعت احمدیہ بہترین کام کر رہی ہے۔ اس حد تک یہ بات وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے رائج ہو چکی ہے کہ یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے کوئی وفد آئے یا غیر ممالک کے DIGNITARIES آئیں، ان کے پروگراموں میں بھی جماعت احمدیہ کے مرکز میں جا کر ان کو پیغام تہنیت دینا یہ گویا ایک لازمہ سا بن گیا ہے حال ہی میں یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے غانا پر ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں خصوصیت سے جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ تو اس پہلو سے وہاں جماعت کا بہت بلند وقار ہے اور اس وقار کو قائم رکھنا اور اس نام کی شہرت کے لحاظ سے واقعتہً جماعت احمدیہ کی تعداد میں بھی اضافہ کرنا اور نیک کاموں میں بھی اضافہ کرنا یہ اب ان کی اولین ذمہ داری ہے۔ بعض دفعہ نیک نامی کا دائرہ زیادہ وسیع ہو جایا کرتا ہے اور حقیقت میں جو تعداد بعض نیک کاموں میں مشغول ہوتی ہے وہ تعداد تھوڑی ہوتی ہے۔ چند لوگوں کے نیک کام کثرت کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کو اس سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ میرے ذہن میں نیک نامی کا تصور یہی رہا ہے کہ اللہ جس پر تحسین کی نظر ڈالے نیک نامی وہی ہے جو آسمان پر ہو اس نیک نامی کے نتیجے میں اگر دنیا میں بھی نیک نامی نصیب ہو جائے تو یہ وہ نیک نامی ہے جو آسمان سے اترتی ہے اور پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور حدیث پر یہ پیغام مبنی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کے حق میں کوئی بات تحمید دیتا ہے یا کسی فرد کو پسند فرمانے لگتا تو ملاء اعلیٰ سے فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ زمین پر اتریں اور اس شخص کی یا اس قوم کی نیک نامیاں دنیا میں پھیلائیں یہ وہ نیک نامی ہے جو حقیقت میں اپنے معنیٰ رکھتی ہے ورنہ محض رعب کسی قوم کا پیدا ہو جائے یا اس کے متعلق اچھی باتیں مشہور ہو جائیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک وہی حقیقت ہے جو میں نے بیان کی ہے اللہ کے ہاں نیک لکھے جائیں یہ سب سے بڑی کامیابی ہے اور جب یہ ہو اور پھر زمین پر باتیں ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

پس جماعت احمدیہ غانا کو دو پہلوؤں سے اس نیک نامی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اوّل تو اپنی تعداد کو بڑھائیں تاکہ ملک کا ہر حصہ جماعت احمدیہ کے فیض سے فیضیاب ہو اور دوسرے یہ کہ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو نیک کاموں میں ملوث کریں اور نیک کاموں میں صرف چند نیک آدمیوں کی خوبیاں ہی ساری جماعت [illegible] کے حق میں نہ بنتی پھریں بلکہ ہر احمدی کو کچھ نہ کچھ نیکی کے کاموں میں حصہ لینے کی توفیق ملے۔

دوسرے بھی بعض اجتماعات ہیں۔ مثلاً جلسے ہائے سالانہ جو ہو رہے ہیں ان میں ایک جماعت احمدیہ سری لنکا کا جلسہ سالانہ ہے جو چوبیس اپریل اتوار سے شروع ہوگا اور پچیس کو ختم ہوگا۔ یہ جماعت چھوٹی سی ہے مگر اٹھنے والی جماعت ہے گزشتہ چند سالوں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ان میں ایک بیداری کی لہر دوڑ آئی ہے اور وہ اب بڑھنا اور پھولنا پھلنا سیکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ جلد جلد ان کو باقی دنیا کی جماعتوں کی سطح پر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے کا سلیقہ عطا فرمائے حوصلہ بخشے ان کی معاونت فرمائے اور ان کے بھی نیک اثر سارے ملک پر اسی طرح قائم ہوں جیسے غانا کے نیک اثر قائم ہیں۔

مجالس شوریٰ میں سے دو مجالس ہیں۔ ایک جماعت احمدیہ یو۔ ایس۔ اے کی مجلس شوریٰ ہے اور ایک جماعت احمدیہ ناروے کی یہ دونوں مجالس شوریٰ تین دن تک جاری رہیں گی اور چوبیس کو اختتام پذیر ہوں گی۔ مجلس شوریٰ سے متعلق میں گزشتہ [illegible] خطبے میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں ان اس

باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ خطبے ان جماعتوں نے براہ راست سنے ہیں۔ پس اسی مضمون کو اپنی اپنی شوریٰ پر بھی چسپاں کریں اور اسی کی ہدایت کے مطابق کام کریں۔ مرکزی بات اس خطبے کی یہ تھی کہ کوئی قوم حقیقت میں مشورہ دینے کی اہل نہیں ہوتی جب تک آپس میں محبت نہ پائی جائے اور محبت کے بغیر مشورے کی کوئی حقیقت نہیں ہے ورنہ محبتوں کے بغیر کے مشورے تو دشمنی بن جایا کرتے ہیں وہ تو ایک عذاب بن جاتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گلف وار (GULF WAR) سے پہلے امریکہ کے ایمبیسیڈر کی طرف سے صدر صدام کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ کویت پر حملہ کرنا تمہاری مرضی ہے تمہارا کام ہے ہمیں اس سے کیا اور اس طرح ایک شہ دی گئی۔ بہت ہی ان دنوں اس کے چرچے تھے اخبارات میں بات اچھالی گئی اور ملکی امریکنوں نے اس کے ثبوت مہیا کئے کہ درست بات ہے تو مشیر کے لئے نیک دل اور محبت کرنے والا ہونا ضروری ہے اگر محبت سے عاری دل ہو تو حقیقت میں مشورہ دیا ہی نہیں جاسکتا اور قرآن کریم نے مشوروں کو اور باہمی محبت کو اکٹھا باندھا ہے۔

پس اس پہلو سے میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے رابطے بڑھائیں۔ خصوصاً امریکہ میں اس بات کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں مدتوں پہلے جو افریقن باشندے امریکہ میں آباد ہوئے ہیں مسلسل سفید قوموں کے ظلم کے نتیجے میں ان میں بدقسمتی سے احساس کمتری جگہ پا گیا ہے اور کسی قوم کے لئے احساس کمتری سے مہلک اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کو جو وہاں جدوجہد درپیش ہے اس میں ایک بڑی جدوجہد اس بات کی ہے کہ اپنے افریقن امریکن بھائیوں کو یقین دلائیں کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے دلوں میں آپ کی ویسی ہی عزت ہے جیسے ہر دوسرے مسلمان بھائی کی ہونی چاہیئے۔ ایک عالمی جماعت ہے اس میں کوئی قومی اور علاقائی تفریق پیش نظر نہیں نہ روا رکھی جاتی ہے یہ باتیں سمجھانے کی ضرورت پڑتی ہے اور مسلسل پڑتی چلی جاتی ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جن کو میں براہ راست خطوں کے ذریعے بھی سمجھاتا رہتا ہوں لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد وہی بات پھر دوبارہ نکل آتی ہے لیکن ایسے چند ہیں اللہ کے فضل سے امریکہ میں افریقن احمدیوں کی اکثریت ایسی ہے جو مخلص، مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش ہے مگر اخلاص میں عجیب نہیں لیکن وہ جو چند ایسے لوگ جن میں احساس کمتری پر مبنی بغاوت سر اٹھاتی ہے وہ بعض جگہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے ان کی شہرت اچھی نہیں رہتی یعنی جماعت کی بحیثیت مجموعی شہرت اچھی نہیں رہتی۔ اس کا تبلیغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ بعض ایسے علاقے ہیں جہاں تبلیغ کے رکنے کی وجہ (جیسا کہ بعض ان میں سے سمجھتے ہیں) ہرگز یہ نہیں کہ نعوذ باللہ پاکستانی ان لوگوں کو اپنے سے نیچا دیکھتے ہیں اس کے نتیجے میں ردعمل پیدا ہوتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ پاکستانیوں کی اکثریت کو میں جانتا ہوں، کوئی پاگل کہیں پیدا ہو جائے تو اور بات ہے دنیا میں ایسے پاگل ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن اکثریت تو بھنے والی ہے اخلاص والی ہے اپنے غیر ملکی بھائی کو جو پاکستان کے لحاظ سے غیر ملکی ہو جب احمدیت میں دیکھتے ہیں تو ان کے دل کشادہ ہوتے ہیں ان کی آنکھیں راہوں میں بچھتی ہیں بہت ہی پیار اور محبت سے وہ ان کو دیکھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک کرتے ہیں اس لئے یہ الزام درست نہیں ہے۔ غیروں نے آپ کو ٹھوکریں ماریں۔ غیروں نے تکلیف دی اپنوں سے اس کے بدلے اتاریں گے یہ تو ظلم ہے۔ یہی پاکستانی ہیں جو باقی دنیا میں بھی تو خدمت کر رہے ہیں وہاں کیوں نہیں کوئی ایسی حرکتیں کرتے اس لئے اگر کہیں کچھ ٹیڑھے دماغ کے ہوں

تو ان کو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے بہت بڑا گناہ ہے اگر اپنے نسبتاً کالے رنگ کی وجہ سے ان سے نسبتاً زیادہ کالے رنگ پر کوئی تکبر کرے۔ کالوں میں تو آپ بھی ہیں۔ چاہے کیسے ہی گورے پیدا ہو جائیں آپ کا شمار کالوں میں ہی رہے گا۔ پس کالے اور گورے کی بحث سے تو یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ سب کو گورا بننا ہے یعنی نورانی لحاظ سے۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نور اپنانا ہے۔ وہ ایسا نور ہے جو ہر کالے کو گورا کر دیتا ہے ہر گورے کا حسن چمک اٹھتا ہے۔ پس یہی وہ نور ہے جس نے دنیا کو اپنے ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساس کمتری کے شکار

> **نیک نامی وہی ہے جو آسمان پر ہو اس نیک نامی کے نتیجے میں اگر دنیا میں بھی نیک نامی نصیب ہو جائے تو یہ وہ نیک نامی ہے جو آسمان سے اترتی ہے جو حقیقت میں اپنے معنی رکھتی ہے۔**

رہیں اور اس کے نتیجے میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق باقی رہے میں نے مثالیں دی ہیں کئی دفعہ کہ دیکھو افریقہ میں بھی تو وہی نسل ہے جس کی تم اولاد ہو افریقن احمدیوں میں تو میں نے کہیں احساس کمتری نہیں دیکھا کہیں کوئی غلط ردعمل نہیں دیکھا بلکہ تعجب ہوتا ہے بعض دفعہ، افریقہ میں ایک افریقن کو امام مقرر کیا جاتا ہے ایک افریقن کو عہدہ دیا جاتا ہے اور وہ آکر پیغام دیتے ہیں سمجھاتے ہیں کہ ہمیں تو پاکستانی سے زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جیسی ان کی تربیت ہے، جیسا وہ نیک اثر ہم پر ڈالتے ہیں۔ ہمارے اپنے بھائی ابھی اس مقام پر پہنچے نہیں ہیں اور بڑی بے تکلفی سے وہ بات کہتے ہیں ان کے چہروں پر مجھے کہیں سیاہی دکھائی نہیں دیتی۔ کبھی دکھائی نہیں دی۔ وہ تو نور سے دمکتے ہوئے چہرے لگتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ احمدیت کی تربیت پا کر آنکھوں میں سیاہ سفید کی تفریق ہی مٹ جاتی ہے۔ کبھی مجھے یاد نہیں کہ کوئی احمدی ملا ہو اور میں نے اس کا رنگ دیکھا ہو کہ کیسا رنگ ہے۔ اس کی روح دکھائی دیتی ہے اور وہ سب روحیں پیاری دکھتی ہیں۔ پس اگر کہیں کسی پاکستانی احمدی میں کوئی ایسا نقص رہ گیا ہے جس کا بد اثر پڑ رہا ہے تو اس کو میرا مشورہ ہے کہ وہ استغفار سے کام لے۔ (اس) کی وجہ سے اگر ایک یا دو یا دس کو ٹھوکر لگے تو مسیح کا یہ قول میں اسے بتاتا ہوں جنہوں نے فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کسی کو ٹھوکر لگے تو اس سے بہتر تھا کہ وہ ٹھوکر لگانے والا پیدا نہ ہوتا۔ لیکن وہ جن کو بات بات پر ٹھوکر لگے ان کو سنبھالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ٹھوکر لگنے کا مزاج بڑا خطرناک ہے اور احساس کمتری سے یہ ٹھوکر لگنے کا مزاج پیدا ہوتا ہے جن کو احساس کمتری نہ ہو ان کو ٹھوکر لگا ہی نہیں کرتی۔ اس لئے امریکہ کے لوگ بس رہے ہوں یا دوسرے لوگ ہر جگہ کو یہ پیغام واحد ہے خدا کے لئے کبھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں آپ اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کو احساس کمتری زیب نہیں دیتا ایسے لوگوں کو جب دنیا تکبر کی وجہ سے نیچے دیکھتی ہے تو اللہ کی نظر میں وہ اور اونچے ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتے ایسے رستوں پر نہیں چلتے جہاں دنیا تمہیں غضب اور ذلت کی نظر سے دیکھ رہی ہو اور خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ نہ بڑھ رہا ہو اللہ کو تم اور پیارے ہو جاتے ہو تو جس جماعت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ یقین دہانی ہے، یہ ضمانت ہے کہ تمہیں دنیا میں کوئی ذلیل نہیں کر سکتا

✲ بقیہ صفحہ [illegible] پر ملاحظہ فرمائیں

اور جب ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا میری نظر میں تمہارا مرتبہ اور بلند بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس جماعت کے پاس احساس کمتری کبھی پھٹکنا بھی نہیں چاہیئے اور جو پھر بھی ایسی باتیں کرے وہ ظالم ہے اور ظالموں سے آپ کو متنبہ رہنا چاہیئے۔ پس آپس میں سچی محبت پیدا کریں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں ہمارے رنگ و نسل کی تفریق ہمارے اندر نہ کوئی خوبی پیدا کرتی ہے نہ ہمیں ذلیل کر سکتی ہے تقویٰ ہی ہے جو ہماری عزت کا باعث ہو سکتا ہے اور تقویٰ کی عزت بندوں کے حوالے سے نہیں ہوا کرتی بلکہ اللہ کے حوالے سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اکرمکم" تم میں سے معزز "عند اللہ اتقٰکم" اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم میں سے جو معزز ہے اس کی عزت کیا کرو اور جو متقی ہے اس کی عزت کیا کرو قرآن کریم میں یہ آیت کہیں نہیں ملتی کیونکہ تقویٰ کی عزت از خود قائم

آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساس کمتری کا شکار رہیں اور اس کے نتیجے میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق پائی جائے

ہوتی ہے اور اللہ کے حوالے سے قائم ہوتی ہے اور اس فیصلے کا اختیار کہ کون متقی ہے کون نہیں ہے اللہ ہی کو ہے اور جب اللہ کسی کو متقی سمجھے جس طرح میں نے بات کا آغاز کیا تھا پھر فرشتوں کو خود حکم دیتا ہے وہ ہوائیں چلاتے ہیں وہ زمین پر اُترتے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں ایسے شخصوں کی محبت بھر دیتے ہیں پس انہیں کسی محبت کی طلب نہیں ہوتی۔ نہ وہ اپنا ہاتھ محبت مانگنے کے لئے آگے بڑھاتے ہیں خدا کی طرف سے وہ محبتیں ان کو عطا ہوتی ہیں۔ کیونکہ تقویٰ کا تعلق اللہ سے ہے اور "ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم" تم میں سب سے معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

جماعت احمدیہ ناروے کو بھی میرا یہی پیغام ہے کہ آج کل یورپ میں بھی RACISM سر اُٹھا رہا ہے اور "ریس ازم" کا بھی دراصل احساس کمتری سے تعلق ہے۔ دنیا میں کوئی چیز احساس برتری نہیں ہے احساس برتری اگر ہو یعنی معلوم ہو کہ میں حقیقتاً بہتر ہوں تو وہ دل میں نرمی پیدا کرتا ہے انکسار پیدا کرتا ہے تکبر احساس کمتری کا بچہ ہے اگر تکبر حقیقت میں زیب دیتا تو اللہ تعالیٰ تکبر کو ایسا ناپسند نہ فرماتا۔ پس "ریس ازم" میں جو لوگ ملوث ہوتے ہیں دراصل وہ احساس کمتری کے نتیجے میں ملوث ہوتے ہیں اب یورپ میں خصوصاً جرمنی میں جو نازی تحریک چلی ہے جس میں یہودیوں کو نفرت کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ یہودیوں کو جو چاہیں کہیں لیکن جرمن قوم نے یہودیوں کو دیکھا کہ دیکھتے دیکھتے وہ ان کی اقتصادیات پر قابض ہو گئے ان کے اندر بعض ایسی صلاحیتیں تھیں جن کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتے تھے پس اس سے جو تکلیف پہنچی ہے اس سے ان کے دلوں میں جو احساس اذیت پیدا ہوا ہے اس کی بنیاد اپنے آپ کو کم تر سمجھنے میں تھی اگر وہ اپنے آپ کو برابر سمجھتے تو مقابلہ کرتے اور جب اکثریت میں تھے تو اقلیت کے ساتھ قانون کے اندر رہتے ہوئے مقابلہ کیوں ممکن نہیں ہے پس یہ احساس تھا کہ ہم یہ کر نہیں سکتے جو یہ کر رہے ہیں اور کوئی وجہ ایسی ہے کہ یہ ہم پر غالب آ رہے ہیں اس کا ردّ عمل پیدا ہوا ہے۔ جو حوصلے والے لوگ ہوتے ہیں جن کے دل بڑے ہوں وہ کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں میں حسد نہیں کیا

کرتے۔ اگر کوئی آپ میں سے آگے نکل گیا ہے تو یہ دیکھیں گے کہ کس طرح آگے نکلا؟ کیوں نکلا؟ ہاں اگر اس نے کوئی غلط طریق اختیار کیا ہے تو اس غلط طریق کو مٹانے کے لئے کوشش کرنا یہ احساس کمتری نہیں۔ لیکن ایسے شخص کا ویسے ہی دشمن ہو جانا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم سے آگے نکل گیا ہے اس سے حسد کے جذبات میں جلتے رہنا یہ ساری باتیں "ریس ازم" کی بنیاد ہیں اور اس سے بھی ہمیں نجات کی دعا مانگنی چاہیئے! پس جماعت احمدیہ کے رُخ دونوں طرف سے لوگوں کی طرف کھلے ہیں جماعت احمدیہ کی آنکھیں ایک طرف ان کو بھی دیکھ رہی ہیں جو اپنی غلطی سے احمدیوں کے متعلق سمجھتے ہیں کہ اپنے آپ کو گویا معزز بنا بیٹھے ہیں ہم پر تکبر کر رہے ہیں اور ایک رُخ ان لوگوں کی طرف ہے جو اپنی بے وقوفی کی وجہ سے ہمیں نیچا دیکھ رہے ہیں اور تکبر کی راہ ہمارے متعلق اختیار کئے ہوئے ہیں تو مشرق میں جائیں یا مغرب میں جائیں۔ جتنی بھی کج ادائیں ہیں ہمیں ہم نے ٹھیک کرنا ہے اور کج ادائی کو ٹھیک کرنے کے لئے اپنی اداؤں کو درست کرنا ضروری ہے۔ پس میں یہ پیغام نہیں دیتا کہ ان کے خلاف ایک مہم چلائیں ایک مووومنٹ بنائیں جس طرح آجکل مادی قوموں کا کام ہے اور بڑی بے وقوفی ہے جو وہ ایسا کرتے ہیں ہمیں تو قرآن کریم نے ہمارے ہاتھوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہتھیار تھمائے ہیں اور خود درست ہونے کی تعلیم ہے یہ دو باتیں اگر جماعت اپنا لے۔ نصیحت کے ساتھ اپنے اخلاق کو درست کرے اور جن قوموں سے تعلق ہے ان قوموں کے حوالے سے ان کی بیماریاں دور کرنے کے لئے ان شعبوں میں جہاں وہ بیمار ہیں اپنے آپ کو بہت ہی صحت مند بنائیں اگر احساس کمتری کا مقابلہ ہے تو آپ اُن کے سامنے جھکیں۔ جس طرح بھی ہو احساس کمتری کے بُت کو توڑیں اگر کوئی بڑا بنتا ہے تو اس کے سامنے سر اُٹھانے سے بات نہیں بنے گی۔ یہ عجیب بات ہے کہ وہاں بھی علاج جھکنا ہی ہے لیکن ذلت کے ساتھ جھکنا نہیں وقار کے ساتھ۔ عزت اور احترام ان معنوں میں کہ آپ اس سے ڈرے نہیں ہیں بے خوف ہیں اور بے خوفی کی علامت یہ ہے کہ آپ نصیحت سے باز نہیں آتے اپنی اصلاح کرتے ہیں اور پھر قطع نظر اس سے کہ کوئی آپ کو کیا سمجھتا ہے بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں۔ یہ وہ ذریعۂ اصلاح ہے جو جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ ذریعۂ اصلاح ناکام نہیں ہوا کرتا یہ قرآن کریم کا نسخہ ہے جو ہمیشہ خدا کی طرف سے قوموں کو عطا ہوا اور قوموں پر آزمایا گیا اور قرآن کریم نے بھی اس پر زور دیا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی بہت زور دے کر سمجھایا کہ یہ نسخہ استعمال کرو یہ کبھی ناکام نہیں ہوگا۔

آپ کو مسلم بننا ہے۔ کیونکہ دنیا کے امن کا مسلم سے تعلق ہے۔ دنیا کا امن آج حقیقت میں اسلام سے وابستہ ہے۔

اب میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعض نصائح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا اس باہمی محبت کے مضمون سے تعلق ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور پھر بعد میں فرمایا والمھاجر من ھاجر ما نھی اللہ عنہ "اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں سے ہجرت کر جائے جن کو اللہ نے منع فرمایا

حدیث - (بخاری کتاب الایمان - باب المسلم من سلم المسلمون)

یہ چند لفظوں کی نصیحت مگر بہت ہی گہری ہے اور قوموں کی زندگی کے بننے سنورنے کا اس کے ساتھ تعلق ہے پہلی بات تو مسلمان کی تعریف ہے اس سے بہتر تعریف جہاں تک دنیا کا تعلق ہے ہو نہیں سکتی ایک وہ تعریف ہے جس کا تعلق خدا سے ہے یعنی خدا کے حضور اپنے آپ کو جھکا دینا اور اس کی مرضی کے تابع ہو جانا اس حدیث میں دونوں باتوں کا ذکر ہے۔ چند لفظوں میں اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو مسلمان کی ایسی جامع مانع تعریف فرمائی گئی ہے جس کا اطلاق جس پر ہو اس کو کوئی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔

جہاں تک دنیا کے دیکھنے کا تعلق ہے اگر کسی انسان سے کسی دوسرے کو کوئی شر نہ پہنچے اس کی عزت محفوظ ہو اس کا مال محفوظ ہو اس کی ہر وہ چیز جس کی وہ قدر کرتا ہے جس سے وہ تعلق رکھتا ہے خواہ وہ بیوی بچے ہوں یا اور پیارے یا مذہبی لحاظ سے معزز لوگ کسی پہلو سے بھی اگر اس کے عزیزوں پر کسی کی طرف سے کوئی حملہ نہ ہو بلکہ وہ اپنے آپ کو اُن کے ہاتھوں میں محفوظ سمجھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے مسلمان وہ ہے جس سے کسی کو کوئی شر نہیں پہنچ سکتا۔ پہنچتا یا پہنچ سکتا اور بات ہے۔ یہاں دونوں مضمون داخل ہیں نہ پہنچتا ہے نہ پہنچ سکتا ہے یہ مسلمان کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ کسی کی عزت پر ناجائز حملہ کرے کسی کے مال کو ہتھیانے کی کوشش کرے کسی کے وقار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے غرضیکہ ہر شر کے پہلو سے ایک مسلمان سے دوسرا انسان محفوظ ہے اب ایسا شخص اگر کوئی ہو تو وہ اسے غیر مسلم کیسے کہہ سکتا ہے وجہ یہ ہے وہ خدا تو نہیں ہے۔ اللہ کا فیصلہ اللہ نے کرنا ہے جہاں تک بندوں کا تعلق ہے ان کو صرف اتنا اختیار ہے کہ کسی انسان کے روزمرہ کے طرزِ عمل کے اوپر ایک فتویٰ دیں اور جو دیکھتے ہیں اس کے مطابق فتویٰ دیں اگر احمدیوں کے متعلق بنی نوعِ انسان میں یہ شہرہ ہو کہ یہ شریر لوگ نہیں ہیں ان کے ہاتھوں میں ہماری عزت محفوظ ہماری دولت محفوظ ہر وہ چیز جو ہمیں پیاری ہے ان کے نزدیک بھی اس حد تک قابلِ احترام ہے کہ اس کو نقصان پہنچانے کا نہیں سوچ سکتے تو ایسے شخص کے متعلق کوئی غیر مسلم اسے کیسے کہہ سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے تو ایک اور مضمون بیان کر دیا ہے کہ اس کو تم غیر مسلم کہنے کا حق ہی نہیں رکھتے۔

پھر جہاں تک اللہ کا تعلق ہے بظاہر بات بدل رہی ہے لیکن بات وہی ہے ہجرت کی تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن کو اللہ نے منع فرمایا ہے اور ان باتوں کی طرف حرکت کرنا شروع کرے۔ سفر اختیار کرے جو اللہ کو پسند ہیں تو اللہ کے نزدیک تو یہ مسلمان ہے۔

جہاں تک بندوں کا تعلق ہے وہ بھی دیکھ رہے ہیں اور بات مکمل ہو گئی ہے اس میں کسی کے عالم الغیب ہونے کی ضرورت ہی نہ سوال۔ جو بے شر آدمی ہے اس کو تم غیر مسلم کہنے کا حق نہیں رکھتے جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے اللہ جانتا ہے اس نے کیا حکم دیا ہے اسے کیا باتیں پسند کیا ناپسند اگر وہ اپنے کسی بندے کو دیکھے کہ مسلسل اس کا سفر خدا کی ناپسند باتوں کی طرف سے ان باتوں کی طرف ہے جو خدا کو پسند ہیں تو آسمان سے ہر لمحہ اس کے لئے مسلم ہی کا فتویٰ جاری ہو گا۔

پس اس پہلو سے آپ کو مسلم بننا ہے اور مسلم بننا ہو گا کیونکہ دنیا کے امن کا مسلم سے تعلق ہے دنیا کا امن آج حقیقت میں اسلام سے وابستہ ہے جس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے یہاں فرمائی۔ اس میں نمازوں عبادتوں زکوٰۃ کا کوئی ذکر نہیں کیا اس میں دو عملی حالتوں اور اندرونی کیفیتوں کا ذکر ہے اور حقیقت میں اندرونی کیفیات کی طرف نمایاں اشارہ ہے اس کے نتیجے میں بعض عملی حالتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ کہ تو اپنی نظریں ان مزے کی جوڑا جوڑا نعمتوں کی طرف جو ہم نے لوگوں کو عطا فرمائی ہیں ان کی طرف یونہی بے کار دراز کیا کر حرص اور لالچ کے ساتھ اپنی نظروں کو ان چیزوں کی طرف لمبا نہ کیا کر۔ یہ بے وقری کی علامت ہے خدا پسند نہیں کرتا تو جس کے اندر سے یہ حرص مٹ جائے کہ کسی کی اچھی چیز دیکھے تو اسے کھینچ کے اپنا بنانے کی کوشش کرے اس معاملے میں وہ بے شر ہو جاتا ہے اور اگر یہ اندرونی جذبہ نہ ہو اور یہ اندرونی اصلاح نہ ہو چکی ہو جس کا قرآن کریم کی اس آیت سے تعلق ہے جس کی تلاوت کی ہے تو ایسا شخص کبھی بے شر نہیں ہو سکتا

پس اندرونی طور پر پہلے رجحانات کی اصلاح ضروری ہے اور رجحانات کی اصلاح میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے بہت دقتیں پیش آتی ہیں اور بسا اوقات انسان خود اپنے اندر کے معاملات کو نہیں دیکھ رہا ہوتا اور غیر کے معاملات کو سمجھنے کے دعوے کر رہا ہوتا ہے اس کو یہ نہیں پتہ کہ میرے اندر جو انا کھڑی ہے اس نے مجھے کس کس چکر میں ڈال رکھا ہے۔ میرے اندر کے بُت ہیں جو مجھے کیا کیا دھوکے دے رہے ہیں ان سے بے خبر رہتا ہے اور غیر بے چارے نے کوئی بات نہ بھی سوچی ہو اس کی نیت پر حملہ کرنے کے بہت تیزی دکھاتا ہے پس یہ بنیادی کی باتیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے جس پہلو سے آپ کو مسلمان بننے کی ہدایت فرمائی ہے اس پر آپ غور کریں تو جب تک اندرونی طور پر آپ اپنے نگران مقرر نہیں کریں اپنی سوچوں پر پہرے نہ بٹھا دیں جب تک اپنی ہر خواہش اور تمنا پر ایک تقویٰ کا نگہبان مقرر نہ کر دیں اس وقت تک غیر آپ کے شر سے نہ محفوظ ہے نہ ہو سکتا ہے اور جہاں تک دنیا کا تعلق ہے وہ بے تکلفی کے ساتھ پورے اطمینان کے ساتھ آپ کے مسلمان ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتی۔

پس تمنا میں اگر نیک نامی ہوتی ہے تو اس حدیث کے اسی پہلے حصے سے اس کا تعلق ہے

قرآن کریم نے ہمارے ہاتھوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہتھیار تھمائے ہیں اور خود درست ہونے کی تعلیم دی ہے۔ یہ وہ ذریعہ اصلاح ہے جو جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ ذریعہ اصلاح ناکام نہیں ہوا کرتا۔

وہاں ایک لمبے عرصے سے لوگوں نے دیکھا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کبھی کسی کو کوئی برائی نہیں پہنچی۔ نہ یہ ڈاکے ڈالنے والے لوگ ہیں نہ یہ رشوت خور، نہ یہ دوسروں کے مال غصب کرنے والے نہ چور اُچکے، نہ قتل کرنے والے نہ غریبوں اور یتیموں پر ظلم کرنے والے یہ شہرت ایک لمبے عرصے میں وہاں پرورش پا گئی ہے اور اس کا بعض لوگوں سے بعض دوسروں کے مقابل پر بہت زیادہ گہرا تعلق ہے لیکن اتفاقاً کہیں کہیں کچھ بد بھی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس لئے میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ نظر رکھیں اور زیادہ سے زیادہ احمدیوں کو یہ نیکی کمانے میں لگا دیں جھونک دیں وہ سارے مل کر ایسے کام کریں کہ تمام کمانا جو

جو نیک تاثر ہے وہ مزید تقویت پائے اور ان کو یقین ہوتا چلا جائے کہ ہم نے جلد بازی میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی، یہ جماعت ہی مسلمانوں کی جماعت ہے، یعنی مسلم کی اس تعریف کے تابع ہے جو میں نے ابھی پڑھ کر سنائی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اس کا نیت سے تعلق ہے۔

ہر روز کی دنیا میں، ہر روز اور ہر رات آپ کی تمنائیں اور آپ کی خواہشات آپ کے دماغوں میں اس طرح جگالی کرتی ہیں جس طرح ایک بھینس یا گائے چارہ کھانے کے بعد جگالی کیا کرتی ہے۔ ہر انسان صبح کے وقت بھی جگالی کرتے ہوئے اٹھتا ہے اور رات کو بھی جگالی کرتے ہوئے سوتا ہے اور وہی اس کی جگالی ہے جو رات کو اس کی خوابیں بھی بنتی جاتی ہے یا اس کے اس نفس کے حصے میں ڈوب کر آئندہ اس کے کردار کی تشکیل کرتی ہے جو نفس کا حصہ اس کی نظر سے اوجھل ہے یعنی دماغ کا وہ حصہ جس میں بہت کچھ سوچا جا رہا ہے، بہت کچھ سکیمیں بنائی جا رہی ہیں، منصوبے بنائے جا رہے ہیں، چھان بین ہو رہی ہے، مختلف خیالات، مختلف تجارب کے آپس کے تعلقات کو دوبارہ مربوط کیا جا رہا ہے یا توڑا جا رہا ہے۔ ہر لمحہ یہ دماغ جو آپ کی نظر سے اوجھل ہے یہ کام کر رہا ہے، کئی قسم کی نئی شکلوں میں آپ کے خیالات کو نئی ترتیب دیتا ہے، آپ کے تجارب کا مطالعہ کرتا ہے غرضیکہ بہت ہی غیر معمولی طور پر جس کو کہتے ہیں WAR FOOTING۔ یوں لگتا ہے کہ WAR FOOTING پر دماغ میں منصوبے بنائے جا رہے ہیں اور نئی ترتیبیں قائم کی جا رہی ہیں اور اس کے لئے کتنا ہنگامہ ہوگا، کتنے لمبے سفر اختیار کرنے پڑتے ہیں خیالات کو۔ اس کے متعلق آپ کو میں مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ سائنسدانوں نے جہاں دماغ کے تجزیئے کا مطالعہ کیا ہے کہ جب آپ ایک نظر ایک چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کو پہچاننے کے وقت یا اس کے متعلق تاثر قائم کرنے کے وقت آپ کے اندر کتنی برقی رویں دوڑی ہیں، کہاں کہاں پہنچی ہیں، کہاں کہاں سے واپس آئی ہیں، کن کن جگہ کی انہوں نے تلاش کی ہے تو آپ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ اس ایک نظر کے تجزیہ میں بعض دفعہ برقی رووں کو لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چھوٹے سے دماغ میں اس کثرت سے وہ آتی جاتی ہیں ایک کونے سے دوسرے کونے میں، دوسرے سے تیسرے کونے میں، جسم کا جو نسیں مختلف حصوں میں بعض کیفیتیں رکھتی ہیں ان کو بھی اکٹھا کرتی ہیں۔ ماضی کی ساری چھان بین کرتی ہیں۔ آپ کی اندرونی کیفیات کا مطالعہ کرتی ہیں، آپ کے تعلقات کا مطالعہ کرتی ہیں۔ ان تعلقات کے مطالعہ کے دوران ایسے شخص کا کوئی تصور موجود ہے کہ نہیں، وہ اچھا ہے کہ برا ہے۔ یہ ساری باتیں آن واحد میں ہو جاتی ہیں اور لاکھوں میل کا سفر ان برقی رووں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تو رات بھر کے ہنگاموں میں آپ اندازہ کریں کہ کتنی بڑی مصروفیتیں، کتنے بڑے بڑے سفر طے ہوتے ہوں گے اور اس کو جو DATA FEED کیا ہے وہ آپ کے کانشس مائینڈ نے کیا ہے ان نیتوں نے کیا ہے جن کی جگالی کرتے کرتے آپ سوئے تھے۔ الغرض اگر وہ تمنائیں تھیں جن کو حاصل کرنے میں آپ ناکام رہے یا کسی پلٹر سے بچنے کے لئے آپ نے جھوٹ کے منصوبے باندھے تھے یا آپ نے کسی کی لالچ کی تھی اور آپ کو وہ چیز ہاتھ نہیں آئی، اس کو اخذ کرنے کے لئے آپ نے کچھ ترکیبیں سوچی ہیں، تو وہ تو چند ہیں۔ اس گہرے دماغ میں ڈوب کر جو آپ کی نظر سے غائب ہے یہ بہت بڑے بڑے منصوبے بن جاتے ہیں بعد وہ پختہ شکل میں اگر بعض دفعہ خوابوں میں آپ کو دکھائی دیتے ہیں جن کی بعض دفعہ تعبیر بھی آپ نہیں سمجھتے۔ لیکن بسا اوقات آپ کی شخصیت کی ایک چھاپ آپ کی روح پر قائم کر دیتے ہیں اور اس طرح آپ کی ایک روح وجود میں آتی ہے۔

وہ منصوبے اگر شر کا پہلو رکھتے ہیں تو جو روح اس سے وجود میں آتی ہے وہ لوگوں کے لئے خیر کا موجب نہیں ہو سکتی اور اپنے لئے بھی وہ مرنے کے بعد شر کا ہی موجب ہوگی۔

پس خدا تعالیٰ نے جو آپ کو زندگی دی ہے جو قوی عطا فرمائے ہیں ان کو تخفیف کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کے تصور میں ڈوب کر اگر ساری زندگی بسر کریں تو اپنے دماغ کی ساکھ اور اس کی کارگزاریوں کے احسانات پر ہی غور کرنا شروع کریں تو آپ کی زندگی کیا، آپ کی نسلوں کی زندگیاں ختم ہو جائیں گی، آپ نہ پورا غور کر سکتے ہیں نہ پورا شکر کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے معرفتوں کے خزانے لٹا دیئے ہیں۔ ایک ایک، دو دو کلمے میں ایسی ایسی عظیم باتیں فرما دی ہیں کہ اگر آپ ان پر غور کر کے، ڈوب کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی ساری زندگی اس ایک کلمے پر عمل کرنے سے سنور سکتی ہے۔ فرمایا دیکھو تم بے شر ہو جاؤ یہاں تک کہ غیر گواہی دینے لگے، غیر کو معلوم ہو جائے کہ میری امت سے کسی کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ میرے ماننے والوں سے وہ ہر لحاظ سے ہر پہلو سے امن میں ہے تو فرمایا تم مسلمان ہو۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی نظر میں مسلمان ہونا ضروری ہے

ایک یہ پہلو تو خود ظاہر کر دیتا ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ تاثر ہو کہ اس سے کوئی شر نہیں پہنچ سکتا وہ مسلمان ہی ہوگا، اللہ کی نظر میں بھی مسلمان ہونا چاہیئے۔ مگر اس میں ایک چھوٹا سا سقم ہے وہ یہ کہ بسا اوقات انسان دھوکہ دے کر لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ بے شر ہے اور اس پہلو سے انسان سب سے زیادہ خطرناک جانور ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صرف یہ علامت بیان کر کے فرض ادا نہیں فرما دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر انسانی نفسیات کا عالم خدا کے بعد اور کوئی نہ تھا نہ ہو سکتا ہے۔ آپ ہر جگہ جہاں ایک علامت بیان فرماتے ہیں ان خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اس کے غلط استعمال سے غلط نتیجے پیدا کر سکتے ہیں کوئی نہ کوئی ایسا آپ SAFTEY VALVE بھی مقرر فرما دیتے ہیں جس کے ہونے ہوئے اس کا غلط نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ پس بظاہر ایک آدمی کہہ سکتا تھا کہ یہی تعریف کافی ہے۔ جس شخص کا دل شرارت سے پاک ہو چکا ہو وہی ہے جس کی نیتیں، جس کے اعمال بھی شرارت سے پاک ہوتے ہیں۔ آپ نے خود یہ بھی نہیں سمجھایا ہے تو پھر یہ خدا کے نزدیک بھی مسلمان ہی کہلانا چاہیئے اگلی تعریف کی کیا ضرورت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جہاں تک بنی نوع انسان کے دیکھنے کا تعلق ہے بسا اوقات ان کو یہی پیغام ملتا ہے کہ یہ شخص بڑا محفوظ ہے اور یہ پیغام نہ اس کے لئے امن کا موجب ہے نہ اس شخص کے لئے کہ جس کے متعلق یہ سوچ سوچی جاتی ہے۔ جانوروں سے انسان کا ایک نمایاں فرق اس بات میں یہ ہے کہ جانوروں میں بھی کیموفلاج (CAMOUFLAGE) پایا جاتا ہے، یہ درست ہے اور ہر سطح پر جانوروں کے حیرت انگیز کیموفلاج کے انتظام ملتے ہیں جو قدرت نے ان کو ودیعت فرمائے ہیں یعنی اوپر سے کچھ اور دکھائی دے رہے ہیں اندر سے کچھ اور لیکن یہ سب دفاعی ہیں۔ حملے میں دھوکہ نہیں ہے۔ حملے میں کیموفلاج نہیں ہے اگر جالا مکڑی نے تنا ہے تو وہ تنا ہوا جالا دکھائی دیتا ہے آگے کوئی اندھا بن جائے اس میں جا پھنسے تو اس کی مرضی ہے مگر اس میں دھوکہ کوئی نہیں۔ شیر حملہ کرتا ہے داؤ پیچ استعمال ہوتے ہیں مگر شیر شیر ہی دکھائی دیتے ہیں گیدڑ دکھائی نہیں دے رہا ہوتا۔ یہ میری مراد ہے کہ کیموفلاج اگر ہے تو خاص تعلقات پر بر محل کیموفلاج ہے۔ اس میں دھوکہ بازی اور بد ارادہ کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کیموفلاج آپ کو قدرت میں دکھائی نہیں دیتا۔ تمام زندگی کی قسموں پر غور کر کے دیکھ لیں وہاں دفاعی کیموفلاج ہے لیکن انسان ایک ایسا جانور ہے جس نے کیموفلاج کو حملے کے لئے کثرت سے استعمال کیا ہے کہ آپ کو بڑے بڑے شریر، بہت پاکباز لبادوں میں دکھائی دیں گے اور وہ لوگوں کے مال ہتھیانے کے لئے مال کے

معاملات میں ایسی ایسی نیک شہرت کی باتیں کرتے ہیں کہ عام طور پر لوگ بے چارے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور جہاں کسی شخص کے متعلق مجھے یہ اطلاع ملتی ہے کہ فلاں شخص جو ہے بہت ہی اچھا آدمی ہے، لوگ دس روپے پر دس روپے منافع دے رہے ہیں وہ دس پر پچاس دے رہا ہے اور بڑی نیک شہرت کا مالک ہے، اس نے بڑے لوگوں کو فائدے پہنچائے ہیں۔ تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ شخص اگر اس پہ اعتبار کرے گا تو مارا جائے گا۔ کیونکہ یہ نیک شہرت عام دستور سے ہٹ کر ہے اور بنائی گئی ہے، بنی نہیں ہے۔ تو دبخود لوگوں کی باتوں سے سُن کر اس نے یہ اندازے نہیں کئے بلکہ جس شخص کی اس کے مال پر بدنیت ہے اس کے سامنے خود اس نے اپنے ثبوت پیش کئے ہیں اور اپنے نقشے کھینچے ہیں۔ تو اس لئے ہر وہ شخص جو دنیا کو بے شر دکھائی دیتا ہے بسا اوقات یہ اس شخص کی شرارت ہے، اس شخص کا فساد ہے کہ وہ اپنے آپ کو بے شر بنا کر دنیا کو دکھا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس تعریف کے اوپر کوئی ایسی تعریف کا پہرہ بٹھا دیا جائے جس میں غلطی کا امکان نہ رہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شر ہونا بھی درست ہے اگر تم شر والی باتوں سے ہجرت کر کے ان باتوں کی طرف حرکت شروع کر دو جو بے شر ہیں۔ جب تک تم بے شر نہیں ہوتے دنیا کیسے تمہارے شر سے محفوظ ہو سکتی ہے۔ پس یہ مضمون ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ

مسلمان تو وہی ہے جس کے شر سے مسلمان بچ جائیں، زبان کے شر سے بھی، اس کے ہاتھ کے شر سے بھی۔

وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ

اور مہاجر وہ ہے جو اس چیز سے ہجرت کر جائے جسے اللہ ناپسند فرماتا ہے اور منع کرتا ہے۔ دوسری حدیث جو میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم جس دور میں داخل ہوئے ہیں ہمیں بہت محنت درکار ہے۔ بہت اصلاحی کام کرنے ہیں اور جیسا کہ میں نے ایک حدیث آپ کے سامنے رکھی ہے اس مضمون کو آپ لے کر اگر جماعت کی اصلاح کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو اس کے لئے بھی بہت دقتوں کا سامنا ہے۔ ہر قدم پر وہ شخص جس کو آپ نصیحت کریں گے اس کی انا آپ کی نصیحت کی راہ میں کھڑی ہو جائے گی۔ وہ دھوکہ جس میں اس نے خود اپنے نفس کو پال رکھا ہے وہ آپ کے مقابل پہ کھڑا ہو گا اور اس نصیحت کا کیا فائدہ جو دل پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس اس سلسلے میں اور پھر اپنی اصلاح کے سلسلے میں بڑی دقتیں ہیں۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ آپ جو جو مضمون بیان کر رہے ہیں، ہیں تو اچھے لیکن ہمیں تو مصیبت پڑ گئی ہے، ہمیں تو اپنا وجود دکھائی دینے لگ گیا ہے۔ اتنا بڑا کام، اتنا مشکل کام ہم سے ہو نہیں سکتا۔ تو ان کے لئے پیغام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے

> **مسلمان وہ ہے جس سے کسی کو شر نہیں پہنچ سکتا۔ جو بے شر، بے ضرر آدمی ہے اس کو تم غیر مسلم کہنے کا حق نہیں رکھتے۔**

جہاں مشکل راہوں کی طرف بلایا ہے وہاں ان کو آسان کرنے کے طریقے بھی سمجھائے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

کہ لوگوں کو آسانی کی طرف بلاؤ۔ آسان باتیں بیان کر کے، سمجھا سمجھا کر، پیار سے ان رستوں کی طرف بلاؤ، ان کے لئے مشکل نہ ڈال دیا کرو۔

یہ ایک انداز نصیحت ہے جس سے قوموں کی اصلاح ہوتی ہے اور اس انداز نصیحت کو نظر انداز کر دیا جائے تو نصیحت فائدے کی بجائے نقصان پہنچا دیتی ہے۔ آپ کے بچپن کی بھی کچھ یادیں ہوں گی، میرے بچپن کی بھی کچھ یادیں ہیں۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ جب ہمیں نصیحت کیا کرتے تھے تو کبھی اس سے ہم بدکے نہیں، کبھی اس سے دوری نہیں ہوئی بلکہ ان کی محبت ہمیشہ پہلے سے زیادہ بڑھی۔ اور اس نسل کا جن کا صحابہ سے تعلق تھا، صحابہ نہیں بھی تھے، ان کا بھی یہی طریق تھا۔ مجھے یاد ہے دولہا بھائی میاں عبدالرحیم احمد کے والد، ہم جب سندھ جاتے تھے ان کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے، تو وہ ہمیں نماز کے لئے اس طرح جگاتے تھے کہ دور دور سے پہلے ہماری چارپائیوں کا چکر کاٹنا شروع کرتے تھے۔ گرمیوں کے دنوں میں خصوصیت سے باہر کھلی ہوا میں سویا کرتے تھے۔ اندر تو سوال ہی نہیں تھا گرمی میں سونے کا، لیکن سندھ میں کھلی ہوا کی وجہ سے مچھر کم کاٹتا ہے اس لئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ آدمی باہر ہی سوئے۔ تو وہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی شعر پڑھتے ہوئے، کبھی درود پڑھتے ہوئے دور دور سے گھومنے لگتے تھے کہ آہستہ آہستہ اس کے کانوں میں آواز جائے اور آہستہ آہستہ نیند سے بیدار ہو، ایک دم نہ تکلیف پہنچے۔ پھر وہ دائرہ تنگ ہونے لگ جاتا تھا پھر قریب آکر، مخاطب کر کے، پیار سے وہ باتیں دہرایا کرتے تھے اور اس طرح وہ کہتے کہتے چلے جاتے تھے اور واقعتاً اس عرصے میں نیند ہی اچاٹ ہو چکی ہوتی تھی۔ اس لئے کوشش کر کے، مصیبت سمجھتے ہوئے نہیں آنکھ کھولا کرتے تھے۔ بلکہ آنکھ خود بخود کھل جاتی تھی اور ان کی آوازوں کا، ان کی باتوں کا بڑا لطف آتا تھا اور اس کے مقابل پر جو سکولوں میں اور مدرسوں میں اسی زمانے میں بھی بعض ایسے لوگ تھے جو ایسے اعلیٰ انداز کے تربیت یافتہ نہیں تھے۔ وہ بچوں کو آکے شور مچا کر، بعض دفعہ سخت کلامی کے ساتھ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سارے ہڑبڑا کر اٹھتے اور کہتے ہاں جی اٹھ گئے ہیں، اٹھ گئے ہیں آپ جائیں اور جاتے ہی پھر سو جاتے تھے تو کہنے کہنے کے انداز ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسی بات کہو جو نرمی کا پہلو رکھتی ہو، دوسرا گھبرا ہی نہ جائے۔ اس کو اس طرح بتاؤ کہ اس کو سمجھ آئے اور آہستہ آہستہ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کرے اور اس کو مصیبت نہ پڑ جائے۔ تو مصیبت میں ڈالنا مقصود ہرگز نہیں ہے۔ "لا تعسروا" کے میں بھی تابع ہوں اور آپ بھی تابع ہیں۔ آپ بھی جب نصیحت فرمائیں سمجھا کر، پیار سے سمجھائیں۔ یہاں تک کہ نصیحت سے پیار ہو جائے اور اس رنگ میں نہ کہیں، ایسے رنگ میں کوئی بات نہ کہیں، جس سے اس کے نفس میں ایک ردعمل پیدا ہو اور نصیحت کے نتیجے میں اچھی بات کے قریب آنے کی بجائے اس سے اور بھی دور ہٹ جائے تو اچھی

> **جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے اگر وہ اپنے کسی بندے کو دیکھے کہ مسلسل اس کا سفر خدا کی ناپسند باتوں کی طرف سے ان باتوں کی طرف ہے جو خدا کو پسند ہیں تو آسمان سے ہر لمحہ اس کے لئے مسلم ہی کا فتویٰ جاری ہو گا۔**

نصیحت وہ ہے جو اچھے کاموں کی طرف بھی رغبت پیدا کرتی ہے اور

قرآن مجید اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت۔ ربوہ

قرآن مجید ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ اور دائمی معجزہ اور خدائے ذوالعرش کی عالمگیر، بے نظیر، عالمگیر اور انقلابی کتاب ہے۔ ایک بار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قادیان کی مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے یہ عارفانہ نکتہ بیان کیا کہ یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی مسلم سپین اور اس کے مسلم سائنسدانوں، دانشوروں اور مفکروں کی رہین منت ہے۔ سپین کو یہ علم بغداد سے اور بغداد کو مدینہ سے حاصل ہوا اور مدینہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف سے ملا۔ آنحضرت کی حدیث ہے کہ مدینہ قرآن مجید ہی کے ذریعہ فتح ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں داخلہ کی چھٹی شرط ہی یہ رکھی ہے کہ:۔

"قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔"

حضورؑ نے ۱۸۹۶ء کے مشہور عالم جلسہ مذاہب لاہور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ بغیر قرآن کے پیارے خدا کا چہرہ دیکھ سکیں۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ "اسلام اس بات کا نام ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے خدا کو راضی کیا جاوے"

۱۵ر فروری ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے لڑکوں کا کرکٹ میچ تھا۔ حضرت مسیح موعود کے ایک صاحبزادہ نے بچپن کی سادگی میں کہا ابا! آپ کرکٹ پر نہیں گئے؟ حضور اس وقت تفسیر قرآن لکھ رہے تھے۔ فرمایا "وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا۔"

حضورؑ نے دنیا بھر میں قرآن مجید کے کامل کتاب ہونے کی پر شوکت منادی کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یورپین لوگ ایک قوم سے معاہدہ کرتے ہیں اسکی ترکیب عبارت اس طرح رکھ دیتے ہیں کہ دراز عرصہ کے بعد بھی نئی ضرورتوں اور واقعات کے پیش آنے پر بھی اس میں استدلال اور استنباط کا سامان موجود ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آئندہ کی ضرورتوں کے مواد اور سامان موجود ہیں۔

"خدا تعالےٰ خوب جانتا تھا کہ اس زمانہ میں کیسے کیسے جدید علوم پیدا ہو جائیں گے۔ ان سب باتوں کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن میں دے رکھا ہے اور کوئی نئی تحقیقات یا علمی ترقی نہیں جو قرآن شریف کو مغلوب کر سکے اور کوئی صداقت نہیں کہ اب پیدا ہو گئی ہو اور وہ قرآن شریف میں موجود نہ ہو"

سیدنا حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قرآنی علوم کے ایسے ایسے زبردست انکشافات ہوئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"وہ تمام قصے جو اللہ جلشانہ نے قرآن مجید میں حضرت آدم سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک بیان فرمائے ہیں خالص غیب کی خبریں ہیں۔" "ہر ایک آیت ایک پیشگوئی رکھتی ہے۔"

دسمبر ۱۸۹۷ء کا یہ ایمان افروز واقعہ ہے کہ حضور نے سفر ملتان سے واپسی کے بعد نیلہ گنبد لاہور میں ایک مجلس سے جس میں ہر قسم کے اہل مذاہب بکثرت موجود تھے خطاب فرمایا۔ دوران تقریر عیسائی حضرات کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ قرآن مجید میں جو قصے درج ہیں وہ سب بائبل سے لئے گئے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں حضرت اقدس نے ایک معرکہ آرا تقریر کی اور اس کے رد میں بہت سے دلائل دینے کے بعد نہایت پر جلال انداز میں فرمایا۔

"جس طرح گھاس پھوس اور چارہ گائے کے پیٹ میں جا کر لہو اور پھر تھنوں میں جا کر دودھ بن جاتا ہے اسی طرح تورات اور انجیل کی کہانیاں قرآن میں آکر نور اور حکمت بن گئی ہیں۔"

ایک بار حضرت اقدس نے اپنے مقصد بعثت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

"اس وقت خدا تعالےٰ نے مذہب کو ایک سائنس بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا ہے .... میں اسی لئے بھیجا گیا ہوں کہ ہر اعتقاد کو اور قرآن کریم کے قصص کو علمی رنگ میں ظاہر کروں"۔

نیز فرمایا۔ قرآن کا ایک نقطہ اور شعشہ بھی اولین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ سے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا وہ ایسا پتھر ہے جس پر گرے گا پاش پاش کر دے گا اور جو اس پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا۔"

حضورؑ نے ٹھیک سو سال قبل اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں خبر دی کہ:۔

"یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی .... اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے..... اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی۔" (صفحہ ۲۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات سے قبل جن دنوں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں رونق افروز تھے انگلستان کے ایک مشہور سیاح سائنسدان اور لیکچرار پروفیسر کلیمنٹ ریگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت سے اہم سوالات پوچھے جن کے جواب حضور نے قرآن شریف سے دیئے جنہیں سن کر پروفیسر ریگ نے کہا مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ کا مذہب سائنس کے عین مطابق ہے۔ حضور نے فرمایا اسی لئے تو خدا نے ہمیں بھیجا ہے تا ہم دنیا پر ظاہر کریں کہ مذہب اسلام کی کوئی بات سائنس کے ثابت شدہ حقائق کے ہرگز خلاف نہیں پروفیسر ریگ اس پر بہت متاثر ہوئے اور کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ قرآن کی نسبت القائے ربانی سے فرمایا:

"مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی..... اس وقت قرآن کو ہم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔"

(باقی صفحہ ... پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق قرآن

مکرم محمود مجیب اصغر

بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری بعثت کا مقصد قرآن کریم کی خوبیاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرنا ہے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ ایک موقع پر فرماتے ہیں:۔

"سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔" (کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ ہی حسب مراتب قرآن کریم سے محبت کرنے والے تھے ان میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو ایک امتیازی مقام عطا فرمایا۔ آپ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے عاشق قرآن تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر آپ کے بارہ میں تحریر فرمایا:۔

"میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقان حمید کی محبت سے لبریز ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام اردو ترجمہ از عربی عبارت)

آپ کے عشق قرآن کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں صرف کی۔ قادیان آنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے دوران بھی آپ مسلسل قرآن کریم کا قادیان میں درس دیتے رہے اور اپنی خلافت کے دوران بھی اس سلسلہ کو اسی طرح جاری رکھا۔ آپ کے عشق کا یہ عالم تھا کہ ایک بار آپ نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں تا کہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سنوں۔"

(تذکرۃ المہدی جلد اول)

آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ قرآن کریم کے درس و تدریس کا سلسلہ آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کے لئے جو وصیت لکھی اس میں بھی اس خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا:۔

"قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔" (تاریخ احمدیت جلد چہارم)

قرآن کریم کی تعلیم کا آغاز

آپ کی تعلیم کا آغاز بھی قرآن کریم کی تعلیم سے ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"۱۲۵۸ھ یا ۱۸۴۱ء یا سمت ۹۸ کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے ابتداء میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن کریم کو پڑھا ہے اور انہی سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں۔ کچھ حصہ قرآن کریم کا والد صاحب سے بھی پڑھا ہے۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

-•-

"میری ماں کو قرآن کریم پڑھانے کا بڑا ہی اتفاق ہوتا تھا انہوں نے تیرہ برس کی عمر سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا تھا۔ چنانچہ یہ ان کا اثر ہے کہ ہم سب بھائیوں کو قرآن شریف سے بہت ہی شوق رہا ہے۔"

-•-

فرمایا:

"خدا تعالیٰ رحم کرے میری والدہ پر انہوں نے اپنی زبان میں عجیب عجیب طرح کے نکات قرآن مجھ کو بتائے۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

جلد ہی آپ کو قرآن کریم کے ترجمے کی طرف توجہ پیدا ہوئی جس کا باعث کلکتہ کے ایک تاجر کتب ہوئے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے۔ انہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا یہ کہنا چاہئے کہ اس گراں بہار جواہرات کی کان کی طرف متوجہ کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

قرآن کریم کے علوم کی جستجو اور حیرت انگیز واقعات

قرآن کریم اور دیگر علوم کی جستجو میں آپ نے بہت دور دراز کے سفر اختیار کئے اور مکہ اور مدینہ تک تشریف لے گئے۔ ہر کس و ناکس پر آپ کے عشق قرآن کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اپنے حالات قلمبند کرواتے ہوئے مدینہ میں قیام کے ذکر میں آپ نے فرمایا:۔

"مدینہ طیبہ میں ایک ترک کو مجھ سے بہت ہی محبت تھی۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب پسند ہو تو ہمارے کتب خانہ سے لے جایا کریں گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپ کے اس عشق و محبت کی وجہ سے جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

-•-

اس سے پہلے زمانہ طالبعلمی میں جب کہ آپ متحدہ ہندوستان کے دور دراز سفروں کے سلسلہ میں بھوپال پہنچے تو وہاں ایک عجیب ماجرا ہوا۔ ایک مسجد میں آپ قرآن کریم کے لفظی ترجمہ کی کلاس میں شامل ہوئے۔ یہ ترجمہ پڑھانے والے منشی جمال الدین صاحب تھے۔ آپ فرماتے ہیں

"حضرت منشی صاحب مغرب کے بعد خود قرآن شریف کا لفظی ترجمہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز میں بھی درس میں چلا گیا۔ وہاں یہ سبق تھا۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ (سورۃ بقرۃ آیت ۷۷)

محمد عمران کا نواسہ قاری تھا۔ میں نے کہا کیا مجھے اجازت ہے ہم لوگ کچھ سوال بھی کریں۔ منشی صاحب نے فرمایا بخوشی۔ میں نے کہا یہاں بھی منافقوں کا ذکر ہے اور نرم لفظ بولا ہے۔ بعضهم الی بعض اور اس سورہ کے ابتداء میں جہاں انہی کا ذکر ہے وہاں بڑا تیز لفظ ہے۔ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ (سورہ بقرہ آیت ۱۵) اس نرمی اور سختی کی وجہ کیا ہوگی۔ منشی صاحب نے فرمایا کیا تم جانتے ہو؟ میں نے کہا میرے خیال میں ایک بات آتی ہے کہ مدینہ منورہ میں دو قسم کے منافق تھے ایک اہل کتاب اور ایک مشرک۔ اہل کتاب کیلئے نرمی یعنی "بعضهم" اور مشرکین کیلئے سخت یعنی "الی شیاطینهم" بولا ہے۔ منشی صاحب سن کر اپنی مسند پر سیدھے کھڑے ہو گئے اور میرے پاس چلے آئے۔ مجھ سے کہا کہ آپ یہاں بیٹھیں اور میں بھی اب قرآن شریف پڑھوں گا قدرت الٰہی کہ وہاں ایک ہی لفظ پر قرآن کریم کے مدرس بن گئے۔ (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

ریاست جموں کشمیر میں آپ کو ایک مرتبہ بیماری کے باعث پالکی میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا اس دوران آپ نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کر دیا اور ایک ماہ میں چودہ پارے حفظ کر لئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"..... ان کا آدمی پالکی لے کر میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ پالکی میں سوار ہو جائیں اور یہ پالکی جموں واپس ہونے تک آپ کے ساتھ رہے گی۔ میں نے اس کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھا اور سوار ہو گیا۔ اس میں خوب آرام کا بستر بچھا ہوا تھا میں اس میں لیٹ گیا اور شکریہ میں قرآن شریف کی تلاوت شروع کی۔ وہ ایک مہینہ کا سفر تھا۔... میں نے اس ایک مہینہ میں چودہ پارے قرآن شریف کے یاد کر لئے۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

اس کے بعد آپ نے باقی قرآن کریم بھی یاد کر کے پورا قرآن کریم نہایت قلیل مدت میں حفظ کر لیا۔

-•-

قرآن کریم کے عشق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خود قرآن کریم کا فہم عطا فرمایا۔ اسی سلسلہ میں آپ کے متعدد واقعات کا ذکر ملتا ہے چنانچہ اس بارہ میں آپ اپنے ایک رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"کشمیر میں ایک مولوی عبدالقادر صاحب رہتے تھے۔ وہ بڑے بزرگ آدمی تھے اور میرے پیر بھائی بھی تھے۔ کیونکہ وہ شاہ عبدالغنی صاحب کے مرید تھے اور میں بھی شاہ صاحب کا مرید تھا۔ انکو مجھ سے خاص محبت تھی اور باوجود ضعف پیری کے میرے مکان پر ترمذی کا سبق پڑھنے آتے تھے۔ میں نے رویا دیکھا کہ ان کی گود میں کئی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں نے ایک جھپٹا مارا اور سب بچے اپنی گود میں لے کر وہاں سے چل دیا۔ رستہ میں میں نے ان بچوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا نام "کھیعص" ہے میں اپنے اس رویا کو بہت ہی تعجب سے دیکھتا ہوں۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ کا مرید ہوا تو میں نے ان سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ کو اس کا علم دیا جائیگا اور وہ لڑکے فرشتے تھے"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

-•-

اسی طرح ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

"دھرم پال نے جب "ترک اسلام" کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف کی بابت کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکر قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے۔ جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی، حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز تھی۔ دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا ہی خیال کیا کہ مولا! یہ منکر قرآن تو نہیں گو میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے اسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان تکمیل ترجمہ میں مجھکو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا جس کا ایک شمہ میں نے رسالہ نورالدین میں مقطعات کے جواب میں لکھا اور اس کو لکھ کر میں خود بھی حیران رہ گیا"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

-•-

اللہ تعالیٰ کے اس امتیازی سلوک کا کہ وہ خود آپ کو قرآن کریم کے معنی سمجھائے گا۔ آپ نے کئی بار ذکر فرمایا۔ ایک موقع پر فرمایا:۔

"ہمارے نبی کریم نے ذرہ ذرہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے وہ قرآن ہے۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنی سمجھاؤں گا"

(حقائق الفرقان جلد سوم ص ۱۲۳)

-•-

آپ نے ایک بار اس امر کا اظہار بھی کیا کہ آپ نے قرآن کریم کے بعض معارف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے براہ راست سیکھے کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بطور خاص فہم قرآن حاصل تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"... جن گھروں میں صبح و شام اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں لوگ رہتے ہیں وہ تاجر ہیں۔ ان کے گھر چھوٹے ہیں مگر کسی دن اللہ ان کے گھروں کو بڑا بنا دے گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اس کے شائع کرنے والے پھر حضرت علیؓ جن سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے۔ میں نے خود بلا واسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم ص ۲۲۳)

-•-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے فہم قرآن اور عشق قرآن کے بارہ میں سب سے زیادہ باخبر تھے مشہور صحابی مسیح موعودؑ پیر سراج الحق نعمانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی نورالدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے اگر تم نے دو تین سیپارے بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جائے گا۔ یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید سو مرتبہ کہی ہوگی۔"

(تذکرۃ المہدی جلد اول ص ۲۴۴)

آپ کی شدید خواہش تھی کہ قرآن شریف کو ہر انسان تک پہنچائیں۔ چنانچہ اس تسلسل میں آپ نے کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ متحدہ ہندوستان میں رام پور، بھوپال لکھنؤ وغیرہ میں حصول تعلیم کے بعد مہاراجہ جموں کے پاس شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ اس دوران آپ کا قرآن کریم سے عشق آپ کو ہندوؤں کو قرآن کریم سنانے اور پڑھانے کی طرف مائل تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"وہاں بعض اوقات مجھے خاص خدمتگاروں میں بیٹھنے کا موقع ملتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے ان کو کہا آؤ ہم قرآن سنائیں وہ سب ہندو تھے۔ میں نے دو ایک روز انہیں قرآن سنایا ایک شخص جس کا نام رتی رام تھا اور وہ خزانہ کا افسر تھا اور افسر خزانہ کا بیٹا تھا۔ اس نے عام مجلس میں کہا کہ دیکھو ان کو قرآن شریف سنانے سے روکو ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ قرآن شریف بڑی دلربا کتاب ہے اور اس کا مقابلہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور نورالدین کے سنانے کا انداز بھی بہت دلفریب اور دلربا ہے۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

-•-

آپ نے قرآن کریم پڑھانے کے لئے کئی طالب علم بڑی جدوجہد سے حاصل کئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار فرمایا:۔

"میں نے جموں میں بہت درس دئے ہیں میں اپنی جیب سے بہت سے روپے بھی اس کام کے لئے خرچ کرتا تھا۔ پھر مجھ کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ ہم تیرے لئے دوسری صورت پیدا کر دیں گے۔ اب میں کچھ زیادہ روپیہ خرچ نہیں کرتا۔ اخلاص ایسی چیز ہے کہ یا تو ہزاروں روپے خرچ کر کے بعض نوجوانوں کو بنانا چاہتا تھا۔ اب میں ایسے نوجوانوں کو جانتا ہوں جو مجھ پر جان دینے کو تیار ہیں اور بالکل میرے جاں نثار عاشق ہیں۔"

(۴ فروری ۱۹۱۲ء)

-•-

قرآن کریم کے ساتھ محبت کیلئے عظیم ہدایت اور اپنے عشق قرآن کا بے ساختہ اظہار

فرمایا:۔

"میں نے بائبل، دساتیر، وید وغیرہ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھی بھی ہیں، سنی بھی ہیں۔ مجھ کو سب سے قرآن کریم ہی کی عظمت نظر آئی اور کوئی چیز بھی گمراہی کا موجب نہیں ہو سکی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

-•-

"میں نے دنیا کے جملہ مذاہب کی کتابیں پڑھیں اور سنی ہیں۔ ژند پاژند، سفرنگ، دساتیر، بائبل وید، گیتا وغیرہ کتابوں پر بہت ہی بہت غور کیا ہے۔ دنیا کی تمام کتابوں کی اچھی باتوں کا خلاصہ اور بہتر سے بہتر خلاصہ قرآن کریم ہے۔" (۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

-•-

"میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں مجھے قرآن کے برابر پیاری کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں قرآن کافی کتاب ہے۔ (حقائق الفرقان جلد سوم ص ۲۴۲)

-٥-

"میں جب پہلے یہاں (قادیان) آیا تھا تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے سنا کہ صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں ہو کہ جہاد کریں اور اس کی کوشش کے مطابق اپنا عمل درآمد رکھیں۔

(حقائق الفرقان، جلد سوم صفحہ ۲۴۶)

-٥-

"میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں کہ اس کو جتنی بار پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ ہر وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔"

(حقائق الفرقان، جلد اول صفحہ ۳۴)

قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں میں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہو جائے تو مجھے بعض دفعہ خیال گذرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں پھنسے ہوئے ہوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

(حقائق الفرقان، جلد سوم صفحہ [illegible])

"میں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو اسے نئی شان میں پاتا ہوں قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب آنے والی نہیں بس وہی نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔"

(حقائق الفرقان، جلد سوم صفحہ ۱۰۰)

اپنی خلافت کے دوران ایک بار ۱۹۱۰ء میں فرمایا:—

"میری طبیعت تو ضعیف ہے مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں، معلوم نہیں کہ کس وقت موت آ جاوے۔ کچھ قرآن سنا دیا جاوے تو اچھا ہے۔"

فرمایا "آج مجھے جوش ہوا کہ درس قرآن شریف سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعا کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں ان کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع کرنے سے پیشتر کی ہیں۔"

(حقائق الفرقان، جلد سوم صفحہ ۸)

-٥-

"میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کر کے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۵۷)

تعلیم القرآن کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تڑپ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو اس بات کا شدید دکھ تھا کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام کی کیوں قدر نہیں کی جاتی حالانکہ اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے دنیا جہان کی نعمتیں ملتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:—

"کسی کے نام اس کے دوست کی چٹھی آ جائے یا کسی حاکم کا پروانہ، تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے ..... مگر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حسن و احسان کے سرچشمے احکم الحاکمین، ارحم الراحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رساں سید نا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جلیل القدر، خاتم کمالات نبوت، خاتم کمالات انسانیت ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے۔ قرآن مجید ان میں ہر مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقچہ میں پڑا رہے اور نیچے وباء کے دنوں میں مال مویشی گزار دیں۔ یا اس کی کوئی آیت گھول کر کسی بیماری میں پلا دیں، عدالت میں جھوٹا حلف اٹھانا ہو تو اسے ہاتھ میں لے لیں، اور اسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح سنائیں گے تو چند روپے مل جائیں گے، یا حافظ کہلائیں گے تو کابلی کے حصول سے بچ جائیں گے۔ افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ ملازمت کے حصول کے لئے کس قدر تکالیف اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ چودہ برس تک بی اے، ایم اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بک جاتا ہے پھر یہ یقین نہیں کہ پاس ہوں گے یا فیل اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی کہ نہیں، لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید۔ نہیں سمجھتے تو قرآن مجید۔ نہیں عمل کرتے تو قرآن مجید پر، جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے اور بے شمار نمونے موجود ہیں، جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس میں بنایا۔ مبارک وہ جو اس دردمند دل کی تقریر کو پڑھ کر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے۔"

(حقائق الفرقان صفحہ ۲۴[illegible])

آپ کی نصیحت کا رنگ بڑا اچھوتا تھا چنانچہ ایک اور موقع پر فرمایا:—

"میں نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جس قدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کریں گے اسی قدر قرآن مجید کے کمالات کا اظہار ہو گا۔ اس کتاب کو لے کر ہمیں کسی حملے سے دنیا میں رہ کر گھبرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے اور تجربہ نے بتا دیا ہے کہ نہ اس میں تحریف ہو گی اور نہ یہ دنیا سے اٹھے گی۔ پس یہ کتاب کامل کتاب ہے اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اس پر کسی حملہ کا ڈر نہیں، اور نہ گھبرانے کی حاجت، ہے ہاں اگر ڈر ہے تو اس بات کا کہ بعض گھروں سے نکل کر دوسرے گھروں میں چلی جائے گی تو پیچھے بزرگوں کی روح کو کیسا ملال ہو گا پس خوف ہے تو یہ ہے کہ کوئی اس کی اتباع سے نہ نکل جائے۔

(خطبہ جمعہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۱۰ء)

حضرت خلیفہ اولؓ کے عشق قرآن کے متعلق غیروں کی شہادت

مولوی حسن علی صاحب مونگھیری رحمہ فرماتے ہیں:—

"سن ۱۸۹۳ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں مجھ کو شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ یہاں پر میں اس عالم تفسیر قرآن سے ملا جو اپنی نظیر اس وقت سارے ہند کیا بلکہ دور دور تک نہیں رکھتا، یعنی مولوی حکیم نورالدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں ۱۸۸۷ء کے سفر پنجاب میں بھی حکیم صاحب ممدوح کی بڑی تعریفیں سن چکا تھا غرض حکیم صاحب نے انجمن کے جلسے میں قرآن کی چند آیتیں تلاوت کر کے ان کے معنے اور مطالب کو بیان کرنا شروع کیا کیا کہوں کہ اس بیان کا مجھ پر کیا اثر ہوا۔ حکیم صاحب کا وعظ ختم ہوا اور میں نے کھڑے ہو کر اتنا کہا کہ مجھ کو فخر ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسر کو دیکھا اور اہل اسلام کو چاہئے فخر ہے کہ ہمارے درمیان اس زمانے میں ایک عالم موجود ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم)

-٥-

مارچ ۱۹۱۳ء میں ایک غیر احمدی مسلمان صحافی محمد اسلم صاحب قادیان تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بارے میں انہوں نے یہ رائے قائم کی۔

"مولوی نورالدین صاحب جو لوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کلام کے متعلق غور کیا ہے وہ

وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃً لِلّٰہ کے اصول پر نظر آیا کیونکہ مولوی صاحب کا طرزِ عمل قطعاً ریا ومنافقت سے پاک ہے اور ان کے آئینہ دل میں صداقت اسلام کا ایک زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے صاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے لبریز سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن کریم سے صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں، نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان اور نہایت فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر میں نے ان کے درس قرآن مجید کے موقع پر سنی غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے ......

اپنے فرائض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت .... کا پورا پیرو کہتے ہیں اگر منافقت کروں تو یقیناً میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں۔"

— ۵ —

آپ کے وصال پر مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر "الہلال" (کلکتہ) نے لکھا۔

"حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی عالم دہر تھے جس کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گزری۔ ہر مذہب وملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے آیات قرآن سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔" (الہلال ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء)

اسی طرح میونسپل گزٹ لاہور (۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء) نے لکھا:-

".... کلام اللہ سے آپ کو جو عشق تھا وہ غالباً کم عالموں کو ہوگا اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف آشکارا فرمانے میں گزرا بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا کرتے پائے جائیں گے" (ماہنامہ خالد، ربوہ، مئی ۱۹۹۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۱۰

نصیحت کرنے والے کے لئے بھی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کن لوگوں کو نصیحت کی، سوچیں ذرا۔ بدیوں کے کس مقام تک جا پہنچے تھے اس مرتبے تک بدیوں میں آگے بڑھ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فساد ہی فساد ہو گیا تھا اور غالب آ گیا تھا فساد۔ آگ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ ان کو کھینچ کر لائے ہیں۔ اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ نیکیوں کے بھی عاشق ہوئے اور نیک بات کہنے والے کے بھی عاشق ہو گئے اور جیسی محمد رسول اللہ سے آپ کی زندگی میں محبت کی گئی ہے دنیا میں کسی نبی سے کبھی ایسی نہیں کی گئی۔ اگر ہے کوئی تو لا کر دکھائے۔ پس یہ مضمون ہے۔

"یسروا ولا تعسروا" بات کہو تو پیار کے ساتھ کہو، پیار سے انداز سے سمجھا کے کہو آسان دکھا کر ان کو رستہ پر بلاؤ اور ان پر سختی نہ کرنا۔ اگر سختی کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے ان کے لئے بھی نقصان کا موجب بنو گے۔ "وبشروا ولا تنفروا" اسی طرح یہ ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کلام، یہ نہیں فرمایا "وبشروا ولا تنذروا" کیونکہ .... پیدا تو ہوتا ہی ہے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ یہ فرماتے تبشیر تو کرو انذار نہ کرنا۔ اس لئے ایک اور لفظ استعمال فرمایا ہے۔ "بشروا ولا تنفروا" بشارتیں دو، نفرتیں پیدا نہ کرنا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انذار نفرت پیدا کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا، انذار برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اگر انذار حکمت کے ساتھ کیا جائے تو جو شخص وہ انذار برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اگر انذار حکمت کے ساتھ کیا جائے تو جو شخص وہ انذار کرتا ہے اس کے لئے بھی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص آپ کو بتاتا ہے کہ آگے ڈاکو ہیں، آپ یہ رستہ اختیار نہ کریں، نقصان پہنچے گا تو یہ انذار ہے اور ایک شخص کہتا ہے خبردار اس رستے پر نہیں چلنا، منع ہے اس رستے پہ جانا۔ یہ بھی ایک انذار ہے مگر یہ دوسرا انذار "تنفروا" کے تابع ہے یہ سننے والے کے دل میں نفرت پیدا کرتا ہے اور جو پہلا انذار ہے وہ بشارت کے تابع ہے اور نبی بشیر اور نذیر ہوتا ہے۔ بشیر اور منفر نہیں ہوا کرتا وہ نفرتیں پیدا نہیں کیا کرتا تو انذار سے منع نہیں فرمایا لیکن تبشیر کہہ کر دراصل انذار کو بھی تبشیر کے تابع ہی کر دیا ہے۔ خوشخبریاں دو کیونکہ جب تمہارا انذار بھی خوشخبری کا رنگ رکھے گا۔ تو ایسا شخص جس کو یہ پتہ لگے گا کہ واقعۃً اس راہ میں چور اور اچکے تھے اور آپ نے اس کو بچا لیا تو یہ انذار ہے لیکن اس کے نتیجے میں اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگی۔ نفرت پیدا نہیں ہوگی۔ اور ایسا ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کسی کو آپ نیک مشورہ دیتے ہیں اور وہ نیک مشورہ کسی چیز سے بچنے کا مشورہ ہوتا ہے اور جب وہ بچ جاتا ہے اور جانتا ہے کہ اس مشورے کی وجہ سے اس کی زندگی بچی یا اس کی ایک قیمتی چیز بچ گئی تو وہ بعد میں آکر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو فرمایا "بشروا"۔

"بشروا" کا ایک پہلو ہے خوشی بھی کرو لوگوں کو ان کے چہرے پر کشش پیدا ہو جائے ان کے اندر بشارت کے نتیجے میں جو جذبات میں ایک خاص پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ ویسی تبدیلیاں ان کے اندر پیدا ہونی شروع ہوں، وہ دکھائی دینے لگیں۔ پس آسانی کے ساتھ نصیحت کرو۔ آسان باتوں کی نصیحت کرو خوشخبریاں پھیلاؤ، خوشخبریوں کے نتیجے میں لوگوں کو کھینچو اور کوئی ایسا کام نہ کرو جس کے نتیجے میں نفرتیں بڑھتی ہوں۔ یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعے قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ یہ دو نصیحتیں جو آپ کو کی گئی ہیں حیرت انگیز ان میں گہرائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ جماعتیں جو الٰہی جماعتیں ہوں ان کی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ ان کی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی صلاحیت کا راز اسی میں مضمر ہے اگر یہ طریق آپ اختیار کریں گے تو معاشرے سے برائیاں بھی دور ہوں گی اور اس کے نتیجے میں خوشخبری پیدا ہوگی۔ لوگ خوش ہوں گے۔ اگر اس طریق کو چھوڑیں گے تو جتنی نصیحتیں کریں گے اتنی ہی نفرتیں بڑھیں گی۔ پارٹی بازیاں ہوں گی ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں گے کچھ دوسروں کے لوگ نام رکھنے شروع کر دیں گے کہ یہ بڑا پاکباز آیا ہے یہ ہمیں ... باتیں کہتا ہے ہمیں ان باتوں سے روکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے آپ ان خطرات سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ سب سے بڑا محسن جو دنیا میں کبھی پیدا ہوا وہ محمد رسول اللہ تھے آپ کی طرف سے کبھی کسی کو کوئی شر نہ پہنچ سکتا تھا نہ پہنچا بلکہ سلام ہی سلام پہنچا ہے۔ آپ نے مشکل رستوں کو بھی آسان بنا کر دکھا دیا۔ آپ نے اس رنگ میں تبشیر فرمائی اور انذار بھی کیا تو ایسے رنگ میں کہ اس کے نتیجے میں خوشخبریاں پھیلیں اور آپ کی محبت دلوں میں بڑھتی۔ اللہ کرے کہ جماعت احمدیہ بھی یہ رنگ سیکھے۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔ خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:-

مجھے یاد دلایا گیا ہے کہ لجنہ اماء اللہ جماعت کبابیر کا بھی ایک اجتماع ہو رہا ہے۔ ان کا غالباً پانچواں اجتماع ہے۔ لجنہ اماء اللہ کبابیر ساری عرب خواتین پر مشتمل لجنہ ہے صرف ایک ان میں ہندوستان سے گئی ہوئی کشمیر کی خاتون بھی ہیں، مگر وہ بھی اب بالکل عربوں کی طرح بن چکی ہیں۔ اور ایک خدام الاحمدیہ شیکوٹ ریجن کا اجتماع بھی ہو رہا ہے انہوں نے بھی تحریک کی تھی کہ ہمارا ذکر خیر جمعہ پر ہو با برکت موقع پر ہمیں بھی اس کی برکت پہنچے۔ تو آپ سب بھی ہمارے مخاطب ہیں اور آپ سب کو ہم سب کی طرف سے السلام علیکم اور یہ اجتماع مبارک ہو۔

عشقِ قرآن اور چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ

از مکرم منصور احمد صاحب بی ٹی لندن

گو اِس سانحۂ عظیم کو گذرے آٹھ سال کا طویل عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر نیا دن اُس اُولو العزم ہستی کی یاد کو بھلانے کی بجائے جِلا بخشتا ہے۔ اور اُس پیاری ہستی کا پیکرِ نور اور منور چہرہ جو اُن کی عظمت کی۔ اُن کے کردار کی غمازی کرتا آج بھی یوں تر و تازہ ہے گویا کہ ابھی ملاقات سے مسحور ہو کر آتے ہیں۔ ان کی یادیں۔ ان کی گفتگو۔ اُن کی نصائح اُن کا مزاج۔ اُن کی تحریر اُن کی تقریر غرضیکہ اُن کی کس کس خوبی کا ذکر کروں۔ جو دِل و جان کو گرما نہیں دیتی۔ اور دِل عقیدت کے پھول اُن کے قدموں پر نچھاور کرنے کو تڑپ تڑپ جاتا ہے۔ ہاں۔ میں اُس عظیم المرتبت ہستی کو یاد کر رہا ہوں۔ جو آج سے آٹھ سال قبل یکم ستمبر ۸۵ء کو اِس دارِ فانی سے سدھاری۔ اور اپنے پیچھے اَن گنت سوگواروں کو چھوڑ گئی۔ وہ ہستی جسے کسی مقبولی گھڑی میں "ظفر اللہ خان" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ہاں میں آج اُسی بزرگ صحابی مسیح دوراں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو یاد کر رہا ہوں۔ ماضی کی یاد ہر اُس ملاقات کی گفتگو کی نشاندہی کر رہی ہے جو اس عاجز و عاصی نے اُن کی پاک اور متبرک صحبت میں گزارے۔ چاہتا ہوں کہ اپنے ساتھ اُن ہزارہا لوگوں کو بھی شامل کر لوں۔ جو کرۂ ارض کے کونے کونے میں اُس محسن سے کسی نہ کسی رنگ میں منسلک رہے تھے تاہم سب مل کر اُن کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا گو ہوں۔

یقیناً واقف ہے کہ اُن کے ہزارہا مداحوں میں ہر شخص راقم الحروف سے کہیں بہتر اور افضل طور پر اُن کی خدمات کو سپردِ قرطاس کر سکتا ہے۔ مگر محض حصولِ ثواب کی خاطر میں اِس وقت اپنے ساتھ بیتے ہوئے واقعات میں سے ایک کا ذکر کروں گا اور وہ یہ کہ حضرت چوہدری صاحب محبتِ باری تعالیٰ اور عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فدائیتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوبے رہتے۔ مگر قرآن پاک سے محبت اور عقیدت بھی نہایت درجہ نمایاں تھی۔ اور اُن کی یہ محبت اور عقیدت کوئی راز نہ تھا۔ بلکہ ہر آنکھ اُس عقیدت سے خود واقف تھی۔ اور اِس عاجز کو بھی اُن کی عقیدت پر رشک آتا۔

واقعہ یہ ہُوا کہ میرے محترم بڑے بھائی جان (چوہدری عبد المنان صاحب طاہر مرحوم) جو کہ طبعاً خاموش اور حلیم طبیعت رکھتے تھے۔ اور اپنے مخصوص احباب کے علاوہ اُن کی بے تکلفی کسی کے سامنے عیاں نہ ہوتی۔ جس کی وجہ سے لوگ اُنہیں عموماً "خشک" پاتے۔ اور اُن کی شاعرانہ طبیعت اور مزاج اور علم دینی سے قطعاً واقف نہ تھے۔ وہ خود بھی اپنی درویشی اور تنہائی میں مگن رہتے۔ اور اکثر کسی قرآنی آیت کو اپنے تصور میں لا کر اُس پر غور کرتے رہتے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے ایام تھے۔ غالباً ۲۷ دسمبر کی صبح تھی کہ انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں چوہدری صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ تم چونکہ لندن میں اُن سے ملتے رہتے ہو۔ اور قدرے بے تکلف بھی ہو۔ اس لئے ملاقات کا انتظام آج شام کو کرو۔ خاکسار نے اُن سے عرض کیا کہ بھائی جان! میری کسی بات سے اگر آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ میں جب چاہوں چوہدری صاحب سے مل سکتا ہوں تو میں معذرت خواہ ہوں۔ امر واقعہ یہ نہیں۔ مگر انہوں نے مجھے حکماً فرمایا کہ میں چوہدری صاحب سے آج ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے پھر معذرت چاہی۔ اور عرض کیا کہ آخر آپ آج ہی کیوں ملنا چاہتے ہیں۔ وہ تو عام دنوں میں بھی بہت مصروف رہتے ہیں اور آج کل تو جلسہ سالانہ کے ایام ہیں۔ اُن کی مصروفیات کئی گنا بڑھ گئی ہوں گی۔ [illegible]۔ مگر وہ بضد رہے تب میں نے مؤدبانہ عرض کیا کہ آپ نے کس موضوع پر گفتگو کرنی ہے۔ فرمانے لگے کہ بس آج ملنا ہے۔ جب مجھے فرار کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو میں نے بھائی جان سے عرض کیا کہ کیا کوئی ایسی آیت کریمہ ہے جس کی وضاحت کی آپ کو ضرورت ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں بہت سی آیات ہیں۔ تب میں نے عرض کیا کہ اب آپ کی ملاقات کے امکان روشن ہیں۔

چنانچہ اُسی شام جلسہ کے بعد ہم دونوں بھائی محترم چوہدری صاحب کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔ اور خاکسار نے پیغام بھجوایا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ملازم نے ہم دونوں کو انتظار والے کمرے میں بٹھا دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ "وڈے چوہدری صاحب تانوں اندر بلاندے نے" چنانچہ خاکسار اندر پہنچا تو دیکھا کہ محترم چوہدری صاحب اپنے ایک دوست (رجسٹرار انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس) اور محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ عشائیہ تناول فرما رہے ہیں۔ خاکسار کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور جس موضوع پر گفتگو جاری تھی وہ جاری رکھی۔ بات قدرے لمبی ہو گئی اور وہ میری طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ مگر اختتامِ گفتگو پر مجھے ارشاد فرمایا کہ کس طرح آنا ہُوا۔ جس پر میں نے عرض کیا کہ دراصل میں اپنے بڑے بھائی جان کے ایماء پر حاضر ہُوا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کہاں ہیں میں نے جب عرض کیا کہ وہ انتظار گاہ میں تشریف رکھتے ہیں تو فرمایا پہلے کیوں نہیں بتایا۔ وہ بھی کھانے میں شامل ہوتے۔ اور بہت سرعت سے مجھے ساتھ لے کر انتظار گاہ میں تشریف لائے۔ اور بھائی جان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ میرے منتظر ہیں۔ بہر حال فرمایئے کس طرح تشریف لانا ہُوا۔ چنانچہ بھائی جان نے عرض کیا کہ ایک آیت ہے جس کی تشریح اور معانی میں آپ سے چاہتا ہوں۔ چنانچہ بھائی جان نے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی۔ اور تفسیر چاہی۔ چوہدری صاحب نے نہایت محبت اور پیار سے اُس آیت کریمہ کا ترجمہ اور تشریح فرمائی۔ اور تقریباً آدھا گھنٹہ سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اور پھر بھائی جان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "منان صاحب! اب آپ کا عقدہ حل ہو گیا ہے کہ نہیں؟" جس پر بھائی جان نے نہایت خندہ پیشانی سے عرض کی کہ "میرے آنے کا مقصد حل ہو گیا ہے۔ اور آپ نے خوب اچھی طرح وضاحت کر دی ہے"۔ جس پر ہم نے اجازت چاہی۔ اُن کی قیام گاہ سے ہم باہر آئے ہی تھے کہ بھائی جان نے میرے ہاتھ کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور مجھے فرمایا۔ "چوہدری صاحب بہت عالم انسان ہیں"۔ جس جوش اور گرج دار آواز میں انہوں نے یہ جملہ کہا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ بھائی جان کسی اور دُنیا میں ہیں اور مجھے اِس امر سے آگاہ کر رہے ہیں۔ جواباً میں نے عرض کیا۔ کہ بھائی جان! چوہدری صاحب کی عظمت اور علمیت کا ایک جہان گواہ ہے۔ پھر بھائی جان نے قدرے حلیمی آواز سے مجھے پوچھا۔ کہ تمہیں کیسے معلوم تھا کہ وہ ہمیں اتنا وقت دے دیں گے۔ جس پر میں نے قدرے مزاح سے عرض کیا کہ محترم! "عشقِ قرآن چوہدری صاحب کی کمزوری ہے"۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی خلوصِ نیت سے کسی قرآنی آیت کی تشریح چاہے اور وہ وقت نہ دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے چوہدری صاحب کے درجات بلند سے بلند تر کرے۔ وہ کتنی عظیم ہستی تھی نہیں جانتا صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور چوہدری صاحب اِس شعر کے اوّل حقدار ٹھہرے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
(کلامِ امام الزمانؑ)

حفظِ قرآن اور تلاوتِ قرآن

از کرم حافظ سید رسول نیاز متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن کریم ایک ایسے وقت مغموم میں نازل ہوا جب کہ تاریکی اور اندھیرے کا بول بالا تھا۔ اور کوئی سبیل خدا کی قربت کے حصول کی نظر نہ آتی تھی۔ وہ احسان کبیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرب کے شہر مکہ میں نازل ہونا شروع ہوا اور ۲۳ سال تک وہ منزل تکمیل کو پہنچا۔ اس نعمت عظمیٰ کی دیگر کتب الہامیہ وسماویہ کے مقابل پر کئی خصوصیات وفضائل ہیں۔ کامل شریعت کہلانے کا شرف بھی اسی کو حاصل ہے۔ اور اس کو تحریف و تغیر سے مبرا کیا گیا ہے۔ یعنی خدائے تعالےٰ نے ابتداء سے آج تک صرف قرآن کریم کے بارہ میں ہی یہ وعدہ دیا ہے کہ اس کی حفاظت ہر طرح سے از خود میں کروں گا۔ چنانچہ اس حفاظت کے قائل عیسائی مستشرقین بھی ہیں جو اپنے مذہب کی توسیع و تشہیر کے بڑے خواہاں ہونے کے علاوہ اسلام کو نیچا دکھانے کے بھی شوقین ہیں۔ ان میں سے ایک سر ولیم میور رہے ہیں۔ جنہوں نے "لائف آف محمدؐ" میں لکھا ہے:۔

اور قرآن کریم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ایک اہم خصوصیت ہے کہ وہ ایسی زبان میں اُتارا گیا ہے جس کو اُم الالسنہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور یہ کہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے سود مند ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تلاوت قرآن شریف

قرآن کریم وہ عظیم الشان کتاب ہے کہ انسان کے روز مرہ مسائل کا حل اور ہر ایک کامیابی کی سبیل اس میں موجود ہے اور دنیا کی فوز یابی اور آخرت کی فتحیابی اسی سے وابستہ ہے۔ سو اس قرآن مجید کا احترام اور اس کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا بھی ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اور اس سے ایک لمحہ کی بے رخی بھی اپنے پر ایک موت وارد کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بیان فرماتا ہے۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔
(بنی اسرائیل آیت ۷۹)

ترجمہ:۔ تو سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے کے وقت تک مختلف گھڑیوں میں نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی لازم سمجھ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور میں ایک مقبول عمل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی بار بار تلاوت کرنے کیلئے ان الفاظ میں امت محمدیہ کو ذوق وشوق دلاتے ہیں جو اس طرح ہیں:۔

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔
(ترمذی)

ترجمہ:۔ جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے اُسے اُس کے عوض نیکی ملے گی۔ اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَإِنَّهٗ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهٖ (مسلم)

ترجمہ:۔ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ کیونکہ قرآن کریم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔

آنحضرتؐ نے اس شخص کو بہترین شخص قرار دیا ہے جو قرآن کریم کو خود سیکھے اور پھر دوسروں کو بھی سکھائے۔ سو اس لحاظ سے قرآن کریم کو سیکھنا پھر دن اس کی تلاوت کرنا اور تلاوت بھی اس کے حقائق ومعارف کے عمیق سمندروں میں غوطہ زن ہو کر کرنا اور ہر مومن کا فرض ہے اس سے مقصد حیات حاصل کرے۔ اور قرآن کریم اگر ایک ایسا شخص پڑھتا ہے جو اس کے معانی وترجمانی سے بے خبر ہے۔ تو اس کو بھی ثواب میں حصہ وحصہ ملے گا۔ لیکن اگر ایک ایسا شخص پڑھتا ہے جو اس کے مطالب سے واقف ہے تو اس کو ملنے والی برکات وفیوض بے شمار ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں سے

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کا فیضاں

قرآن کریم کی تلاوت سے انسان پاک سرشت بنتا ہے۔ اور دُنیا کی غلاظتوں سے اور بدظنیوں اور ہذیانات سے بچایا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اپنے پہلو پر کھڑا پاتا ہے۔ اور خدا کے افضال و فیوض کا عینی مشاہدہ بنفس نفیس کرتا ہے۔ اور وہ پاتا ہے کہ قرآن کریم کا مدار قصص سابقہ پر ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ہر قاری کو جدید اور تازہ ثمرات سے نوازتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں۔

"ایک عجیب طریق قرآن شریف کا یہ ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں دیکھا گیا اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم اور رحمت اور بخشش وغیرہ صفات کے بیان کرنے میں عاجز انسان کی طرح ان صفات کو محض معمولی طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ خود زندہ اور تازہ ثبوت اسرار ان کا دیتا ہے کہ خدا عالم خدا قادر ہے خدا رحیم ہے خدا بخشنے والا ہے۔ یعنی معجزہ اور پیشگوئی کے طور پر تازہ نمونہ ان صفات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے تا انسان کو یقین آ جائے کہ جو کچھ دنیا میں اس کی صفات مشہور ہیں وہ درحقیقت اس میں پائی جاتی ہیں اور تا پڑھنے والے اس کے خدا تعالےٰ کی صفات کی نسبت حق الیقین تک پہنچ جائیں"

(ضمیمہ چشمۂ معرفت ص۲۳۶)

قرآن کریم غم کی حالت میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس کو رقت اور جہاں تک بن پڑے ترنم کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ چونکہ اس کلام پاک کے پڑھنے اور اس کے سُننے سے بھی قاری اور سامع کے دل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور خدائے عزوجل کا خوف دل پر نازل ہوتا ہے۔ اور انسان غفلت کے جنگل سے باہر آ جاتا ہے۔

حفظِ قرآن

قرآن شریف حفظ کرنے کی بڑی اہمیت ہے اور اس زمانے میں قرآن شریف کی حفاظت کا ایک کارگر حربہ حفظ بھی ہے۔ چنانچہ اس وقت دُنیا میں ہزاروں حفاظ پائے جاتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

آنحضرتؐ نے حفظ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

★ إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ جس کے سینہ میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ سینہ ویران گھر کی مانند ہے۔

ایک اور جگہ بیان فرماتے ہیں:۔

★ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ (مسلم)

ترجمہ:۔ کہ جو شخص سورۃ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے وہ دجال کے شر سے بچایا جائیگا۔

آنحضرتؐ حفاظ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جنگ اُحد میں جب فتح شکست میں تبدیل ہو گئی تھی تو مسلمانوں کی ایک بھاری تعداد یعنی ۷۰ صحابہ شہید ہو گئے تھے اور کفار فاتح کے انداز میں جب میدان جنگ چھوڑ کر چلے گئے تب آنحضرتؐ نے خود شہداء کا معائنہ کر کے تدفین و تکفین کے متعلق ارشاد فرمایا۔ چونکہ کفن کے کپڑے کی کمی تھی اس لئے آپؐ نے دو دو صحابہؓ کو ایک ہی کپڑے میں اور ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت آپؐ نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جن کو قرآن کریم زیادہ

آتا اور زیادہ یاد ہے ان کو مقدم رکھا جائے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے بیان فرماتے ہیں :۔

"جنگ اُحد کے موقعہ پر ...... عموماً ایک ایک کپڑے میں دو دو صحابیوں کو اکٹھا کفنا کر ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا جن صحابی کو قرآن شریف زیادہ آتا تھا اُسے آنحضرتؐ کے ارشاد کے ماتحت لحد میں اُتارتے ہوئے مقدم رکھا جایا کرتا تھا"

(صحیح بخاری حالات غزوہ اُحد و زرقانی بحوالہ سیرت خاتم النبیین حصہ دوئم صـ۴۲۶ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اس کو ترک کرنا اور پھر لاپروائی کرنا انتہائی شقی القلبی ہے۔ اور بد نصیبی ہے چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ قرآن حفظ کر کے اس کی دہرائی چھوڑ دینے سے وہ حصہ حفظ اسی طرح ذہن سے اُتر جائے گا۔ جس طرح کہ ایک گھوڑے کو بغیر رسی باندھے اس کو اس اُمید پر چھوڑ دینا کہ وہ کھڑا رہے گا۔ اور کہیں نہ بھاگے گا۔ ظاہر ہے کہ جب مالک تھوڑا دور ہو جائے گا وہ گھوڑا بلا تامل بھاگ جائیگا۔ سو حفظ کی توفیق ملنا جہاں ایک بڑی سعادت مندی ہے وہاں اس کی قدر کرنا بھی غایت درجہ ضروری ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر نامناسب نہ ہو گا کہ عرب کے حفاظ قرآن کریم کے ترجمہ اور معانی سے واقف ہوتے تھے اس لئے ان کی اہمیت و عزت دوبالا ہے۔ مگر افسوس کہ موجودہ زمانے کے کئی حفاظ ایسے ہیں جو حفظ سے فراغت حاصل کر کے اس کے معانی و مطالب سے آشنائی حاصل نہیں کرتے بلکہ اس کو روزگار کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، اور اس طرح آنحضرتؐ کی اس پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں کہ قرآن شریف ان کے گلے سے نیچے نہ اُترے گا یعنی وہ عمدہ قرأت سے قرآن پڑھ تو لیں گے مگر اس پر عمل نہ کریں گے۔

ایسے تمام حفاظ سے یہ دردمندانہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ حفظ کے ساتھ ساتھ کسی قدر اس کے ترجمہ اور معارف سے واقفیت حاصل کریں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کریں۔

مطالعہ قرآن کے اُصول ___ اٹھارہویں

فضل عمر تعلیم القرآن کلاس ربوہ سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین نے بیان فرمایا :۔

"پہلا تک قرآن کریم کے مطالعہ اور اس سے ذاتی استفادہ کا تعلق ہے اس کے دو پہلو ہیں اوّل یہ کہ آپ ایسے مفسرین کی تفسیروں سے فائدہ اُٹھائیں جو اہل اللہ ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے روحانی علم عطا فرمایا ہے اور ان کی آنکھ سے قرآن کریم کو دیکھ کر اس سے محبت پیدا کریں ...... قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے قرآن سے محبت رکھنے والے اور اس کے مطالعہ میں آگے بڑھنے کا شوق رکھنے والے کو سب سے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کا مطالعہ اللہ تعالےٰ کے مقدس بندوں کی تفاسیر کی مدد سے حاصل کرے ...... قرآنی حقائق و معارف سمجھنے کے لئے صرف علم کافی نہیں ہے بلکہ کچھ اور بھی چاہیئے۔ وہ اور کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم خود فرماتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ (سورۃ الواقعۃ آیت ۸۰)"

(الفضل ۲۴ جون ۱۹۹۳ء صـ۸ کالم ۱)

قرآن کریم اور جماعت احمدیہ کا فرض

موجودہ زمانے میں قرآن کریم کی خدمت اور اس کی اشاعت جماعت احمدیہ کے سپرد ہوئی ہے۔ اور ہم نے ہی جو جماعت احمدیہ میں داخل ہیں۔ تمام دُنیا والوں کو قرآن کریم سکھانا ہے اور سب کو اس بحر بیکراں سے آشنا کرانا ہے کہ یہی دائمی حیات کا آب شیریں ہے۔ اور یہی چشمہ سلسبیل ہے جو کہ تمام تشنہ لبوں کو سیراب کر سکتا ہے۔ سو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں :۔

"اور جب قرآن کریم ہی دُنیا کو بیدار کر سکتا ہے اور وہی دُنیا کی ہدایت کا موجب بن سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک نے قرآن کریم پڑھا ہے یا کیا اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کی ہے؟ اگر ہم نے قرآن کریم نہیں پڑھا اور اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش نہیں کی تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اسلام کے سپاہی نہیں کیونکہ ہم نے اس ہتھیار کی طرف توجہ نہیں کی جس کے ذریعہ سے یہ دُنیا فتح ہو سکتی ہے۔ پس قرآن کریم کو نذیر قرار دیکر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم قرآن کریم کو بار بار پڑھو اور اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ جب تم بولو تو تمہارے زبانوں سے قرآن کریم جاری ہو اور جب تم لکھو تو تمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو اور تمہارے خیالات اور تمہارے جذبات اور تمہاری خواہشات سب کی سب قرآن کریم کے تابع ہوں۔ اس وقت تک دنیا تمہارے ذریعہ سے ہدایت نہیں پا سکتی۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ صـ۵۳۰ ایڈیشن ۱۹۸۹ء مطبوعہ لندن)

حضرت امیر المومنین کا ارشاد مبارک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ دسمبر کو جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس میں اہل قادیان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ :۔

"اگر آپ نے قادیان کی حفاظت کا حق ادا کرنا ہے تو اے درویشان قادیان آج بھی ویسے ہی نمونہ دکھاؤ آج بھی قادیان کی گلیوں میں صبح ایسی تلاوت کی آوازیں بلند ہوں کہ آسمان سے خدا کے فرشتے نازل ہوا کریں اور ہر صبح یہ گواہی دیا کریں کہ خدا تعالےٰ کے نیک بندے آج بھی اس بستی میں زندہ ہیں۔ اور کل یعنی ۲۷ دسمبر کو جو حاضرین جلسہ یہاں ٹھہریں اور اہل قادیان کو میں کہتا ہوں کہ کل صبح کی نماز کے بعد انہی نظاروں کو دہرائیں اور ایسا ہو کہ قادیان کی گلی گلی سے تلاوت قرآن مجید کی مبارک آوازیں آ رہی ہوں۔ اور فرشتے آسمان سے آپ کو سلام بھیج رہے ہوں۔ آمین اللّٰھم آمین"

(بدر ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء صـ۶)

قرآن مجید اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بقیہ صـ۱۱

اب میں آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ایک نہایت عظیم الشان پیشگوئی بیان کر کے خطبہ کو ختم کر دوں گا۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"آج دُنیا کے ہر برِ اعظم میں احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ گو دُنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں گنے بلکہ زیادہ ہیں لیکن دُنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں خواہ کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا"

(دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی طبع دوم صفحہ ۴۹۹ - ۵۰۰)

بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نور نبوت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
(کلام محمود)

حکمت کی باتیں

★ خوش مزاجی ایک طبعی عادت ہی نہیں بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔

★ خدا تعالےٰ جب خوش حالی بخشے تو اپنی خواہشوں کو محدود رکھو۔

★ کسی کی اعانت سے جیب ضرور خالی ہو جاتی ہے لیکن دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ـ بقیہ صفحہ اوّل

وہ سمجھتے ہیں کہ محرم کے دنوں میں شیعوں کے خلاف حرکت کرنا، ان کی مجالس کو درہم برہم کرنا ان کے جلوسوں میں مخل ہونا یہ بھی ایک ایمان کا حصہ ہے۔ اور وہ رشتے جو باہم جوڑنے کے لئے بہت ہی اہم کردار ادا کرسکتے تھے ان کو اکٹھا کرنے کی بجائے باہم تفریق کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پس بدقسمتی ہے کہ آج محرم کے دن وہ دن نہیں رہے جن کے متعلق کہا جائے کہ آج اہلِ بیت کی یاد میں تمام عالم اسلام اکٹھا ہوگیا ہے۔ اور پہلی سب نفرتیں مٹ چکی ہیں۔ اس کے برعکس آپ عجیب باتیں اخباروں میں پڑھتے ہیں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژنوں میں سُنتے اور دیکھتے ہیں کہ محرم آرہا ہے سخت خطرات ہیں۔ سر پھٹول ہوں گے۔ ایک دوسرے کو گالیاں دی جائیں گی اور اسلام کے دو بڑے حصے یعنی شیعہ اور سُنی اگر گذشتہ محرم کے بعد آپس میں قریب آبھی گئے تھے تو پھر دوبارہ ایک دوسرے سے ایسا چمٹیں گے کہ ان نفرتوں کی یاد آئندہ محرم تک باقی رہے گی۔ حضور نے فرمایا عجیب بات ہے کہ محبتوں میں نفرتیں شامل ہوگئی ہیں۔ محبت تو خطروں کو مٹا دیا کرتی ہے۔ محبت تو خطروں کے ازالہ میں کام آتی ہے۔ پس دونوں جگہ محبت میں کچھ جھوٹ شامل ہوگیا ہے ــ! دونوں جگہ نظریں ٹیڑھی ہوگئی ہیں اور حقیقت حال کو دیکھنے سے کلیتہً عاری ہوچکی ہیں۔ ورنہ یہ ناممکن تھا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُن کے صحابہ اور آپ کے اہلِ بیت کے درمیان ایسی پھٹ جاتی کہ گویا ایک سے وابستگی دُوسرے سے نفرت کے ہم معنیٰ ہوجاتا۔ پس ان محبت کے دعوٰی کرنے والوں میں ضرور جھوٹ ہے۔

حضور نے فرمایا میں تمام عالم اسلام کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ محرم کے دِنوں کو آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ محبت پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا کریں اور سُنیوں کا یہ کوئی حق نہیں ہے کہ وہ لوگ جو اہلِ بیت کی محبت میں جلوس نکالتے ہیں خواہ اُن کی رسمیں پسند ہوں یا نہ، اُن کی محبت کے اظہار میں کسی طرح مخل ہوں یا اُن پر پتھراؤ کریں، اُن کو گالیاں دیں ـ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو آپس میں ایک دُوسرے کو باندھنے کا ذریعہ بناؤ۔ یہی افتراق ہی ہے جس نے آہستہ آہستہ اُمت کو بہتّر فرقوں میں بانٹ دیا ہے۔ پس نفرتوں کو چھوڑ دو، ایک ہوجاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ اب ایک ہونا تمہارے اختیار میں نہیں۔ جب تک تم وقت کے اس امام کے ہاتھ پر اکٹھے نہ ہوجاؤ۔ جو حضرت محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو جوڑنے کے لئے آج خدا کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہے۔

خطبہ جُمعہ کے دوران حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کُتبِ مبارکہ سے صحابہ کرامؓ۔ حضرت امام حسینؓ اور اہلِ بیت کی شان میں اور اُن کی محبت میں ایمان افروز تحریرات پڑھ کر سُنائیں۔ حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ "حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجب سلبِ ایمان ہے۔"

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلے اب میں نے تم کو سُنا دیئے ہیں۔ خواہ تم مسیح موعودؑ کو مانو یا نہ مانو لیکن ان فیصلوں کو مانے بغیر تمہاری نجات نہیں۔ تمہاری تفریق کو اتحاد میں اور تمہاری نفرتوں کو محبتوں میں بدلنے کا راز اسی میں مضمر ہے۔

دُعائے مغفرت

خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی اور بڑے بہنوئی مکرم بتاء الرحمٰن خان صاحب ماہِ مئی ۹۴ء میں کیرنگ میں وفات پا گئے ہیں۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند اور موصی تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ دلچسپی رکھتے تھے۔ تمام احمدی بھائیوں سے اُن کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالےٰ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(محمد عبد الحق انسپکٹر وقفِ جدید ـ قادیان)

اِداریہ بقیہ صفحہ (۲)

کہ جس نے مہدی کا انکار کیا اُس نے گویا ان باتوں کا انکار کیا جو محمدؐ پر نازل ہوئیں ــــ جی ہاں! وہی مسیح و مہدی مبعوث ہوچکا ہے اور ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اس پر ایمان لانے کی وجہ سے ہی آج ہم اسلام کو ایک زندہ اور لاثانی مذہب کے طور پر مانتے ہیں۔ اور چونکہ مسیح و مہدی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والا مسیح نبوت کے درجہ پر ہوگا چنانچہ اسی لئے آپؐ نے صحیح مُسلم میں چار مرتبہ اس کے لئے "نبی اللہ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ پس اسی لئے ہم آنے والے امام مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپؐ ہی کے ارشاد کے تحت نبی مانتے ہیں۔ اور اُمت کے بزرگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں "مَنْ قَالَ بِسَلْبِ نُبُوَّتِہٖ فَقَدْ کَفَرَ حَقًّا کَمَا صَرَّحَ السُّیُوْطِی" کہ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی صراحت کی ہے جو امام مہدی و مسیح موعود کی نبوت کا منکر ہوگا وہ پکا کافر ہوگا۔

باقی جہاں تک "سرداری کی جانبت" کا سوال ہے تو مرزا صاحب علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی۔ ثناء اللہ امرتسری۔ ابو الاعلیٰ مودودی۔ عبد اللہ چکڑالوی اور اُن جیسے دیگر مُسلمان لیڈروں کی طرح خود لیڈر بننے اور اپنا الگ فرقہ بنانے کی کبھی خواہش نہیں کی تھی۔ بلکہ یہ سرداری تو آپ کو احکم الحاکمین خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ آپؑ کے ساتھ لڑنے والوں کی لڑائی آپؑ کے ساتھ نہیں بلکہ احکم الحاکمین کے ساتھ ہے۔

پس ازراہِ ہمدردی تو اب یہ چند سطور آپ اور آپ جیسے ہزاروں متلاشیانِ حق کیلئے لکھی گئی ہیں۔ بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ مخالفینِ احمدیت کے لٹریچر کے ساتھ ساتھ احمدیہ لٹریچر کا بھی مطالعہ فرمائیں۔ تب آپ کو معلوم ہوگا کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کس قدر عاشقِ قرآن اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور آپ کو کافر کہنا یا مخالف اسلام کہنا کتنا بڑا ظلم ہے!؟ پس تنگ نظری و تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اور خالی الذہن ہوکر دُعا کیجئے وہ ہادیٔ مطلق ضرور آپ کی راہنمائی فرمائے گا انشاء اللہ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ــــ!!!

(منیر احمد خادم)

آسمانی مائدہ

کیا آپ مُسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے علمی اور رُوحانی پروگراموں سے استفادہ کر رہے ہیں؟

ازمحترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل و کرم سے سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک و درخشندہ دورِ خلافت میں وہ آسمانی مائدہ نازل فرمایا ہے جو سٹیلائیٹ کی ٹرانسمیشن مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (M.T.A) کے ذریعے تمام دنیا کے تمام براعظموں میں گھر گھر پہنچایا جا رہا ہے۔ جو خوش نصیب اپنے گھر میں اس آسمانی مائدہ و رُوحانی دسترخوان سے فیضیاب ہونا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ڈِش انٹینا لگا کر اس کی سمت اور پوزیشن ایم۔ٹی۔اے۔ کے زاویوں کے مطابق متعین کریں۔

اس رُوحانی دسترخوان پر آپ کیا پائیں گے!

آپ دیکھ اور سُن سکتے ہیں قرآن کریم کی تلاوت اور اُس کا ترجمہ (مختلف زبانوں میں) احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تراجم۔ سیرت سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر تقاریر دلپذیر۔ حمد باری تعالیٰ اور نعتیں اور دینی مجالس سوال و جواب جو حضرت امام جماعت احمدیہ منعقد فرماتے ہیں۔ پاکیزہ شعری محفلیں اور دیگر علمی اور رُوحانی پروگرام جو دوپہر سے لے کر رات گئے تک بارہ گھنٹے جاری رہتے ہیں ــــ اور سب سے دلچسپ اور دلربا پروگرام ہوتا ہے **"مُلاقات"** کا جس میں روزانہ حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس (آج کل شام ۶ تا ۷ بجے) MTA کے سٹوڈیو میں تشریف لاکر ناظرین کو ملاقات کا شرف عطا فرماتے ہیں۔ اور اس پروگرام میں (ہفتہ میں پانچ دن اُردو میں اور دو دن ہفتہ و اتوار انگریزی گفتگو فرماتے ہیں) جہاں مختلف دینی و تربیتی مسائل اور مختلف اعتراضات کے ضمن میں گفتگو فرماتے ہیں وہاں دو دن ہومیو پیتھک طریقِ علاج پر درسوں کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ اور اس طرح ساری دنیا کو رُوحانی شفاء کے ساتھ ساتھ جسمانی شفاء بھی بہم پہنچانے کا سلیقہ سکھا رہے ہیں ــــ!

خُطبہ جُمعہ

اور پھر جُمعۃ المبارک کو جو آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں وہ بھی (آج کل ہندوستانی وقت کے مطابق ۶ تا ۷ بجے شام) مُسلم ٹیلیویژن احمدیہ پر نشر ہوتا ہے۔ (آگے مسلسل صفحہ ۲۰ پر)

اس طرح آپ MTA کے ذریعے ہفتے کے ساتوں دن بفضلہ تعالیٰ دینِ اسلام کی باتیں اور قرآن کریم کے حقائق و معارف اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ کے چرچے اور احادیثِ نبویہؐ اور آپؐ کے رُوحانی فرزندِ جلیل بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام کے پاکیزہ کلام سے خود بھی فیضیاب ہو سکتے ہیں اور اپنے اہل و عیال اور محلہ والوں کو بھی فیضیاب کر سکتے ہیں۔

اس کے لئے ضروری ہے آپ فوری طور پر ڈش سے انٹینا لگائیں۔ اور اس آسمانی مائدہ کو اپنے گھروں میں اُتاریں۔ جو شخص اب بھی اس مبارک دَور کی برکتوں سے محروم رہا جاتا ہے وہ سوچے اور پھر سوچے ــــ! وَبِاللّٰہِ التَّوفیق ؛

لجنات اماء اللہ بھارت متوجّہ ہوں!

بھارت کی ہر لجنہ کو تجنید فارم - بجٹ فارم - اِسی طرح تعلیمی خاکہ پُر کرنے کے لئے تقریباً دو ماہ قبل بھجوائے گئے تھے۔ ۳۰ر جون کو لجنہ کا سال ختم ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال سے اس سال کا موازنہ کرنا ہے۔ براہِ مہربانی تمام لجنات متوجہ ہوں۔ تینوں فارم پُر کر کے جلد از جلد دفتر لجنہ اماء اللہ بھارت قادیان کو بھجوا دیں تاکہ موازنہ بر وقت کیا جا سکے۔ اِسی طرح سالانہ رپورٹ بھی جلد سے جلد بھجوائی جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت قادیان

دَورہ جات نمائندگان مجلس انصار اللہ بھارت

مندرجہ ذیل نمائندگان، مجلس انصار اللہ بھارت کے دَورہ پر ماہِ جون ۹۴ء کے آخری عشرہ میں روانہ ہو رہے ہیں:-

(۱) - محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر اوّل انصار اللہ بھارت صفِ اوّل۔ برائے صُوبہ کرناٹک و آندھرا پردیش۔

(۲) - مکرم مولوی مظفر احمد خان صاحب ناصر برائے کلکتہ۔ کیرلہ و تامل ناڈو۔

(۳) - مکرم شیخ ابراہیم صاحب ناظم صُوبہ اُڑیسہ۔ برائے اُڑیسہ۔

(۴) - مکرم ابوطاہر منڈل صاحب۔ برائے مغربی بنگال۔

امراء و صدر صاحبان، زعماء کرام، مبلغین و معلمین حضرات سے نمائندگان کے ساتھ خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان

درخواستِ دُعا:

میرے بہنوئی مکرم بشارت احمد صاحب و ہمشیرہ ناصرہ بیگم صاحبہ مقیم جرمنی کی جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی شدید خواہش ہے لیکن بعض مجبوریوں کے سبب بہت سی مشکلات درپیش ہیں ہر دو کی خواہش پوری ہونے اور ان کی بیٹی شگفتہ اور دیگر بچوں کی اعلیٰ تعلیم نیز دینی و دنیوی ترقیات کے لیے اور پردیس میں جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے احباب سے درخواستِ دُعا ہے۔

(بشیر الدین کارکن فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔!"
(کشتی نوح)

ارشادِ نبویؐ
اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
ــــ (منجانب) ــــ
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

طالبِ دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA - 700087.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE:- 04524 — 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS. POUCHES.
Contact:- TAAS & CO.
P 48. PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.
PHONES:- 263287, 279302.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA - 15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43 - 4028 - 5137 - 5206